کلید التوحید خورد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتدا جو نہایت رحم والا مہربان ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ
اَصۡحَابِہٖ وَ اَہۡلِ بَیۡتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ط

تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہیں۔اور
عاقبت(کا نیک انجام)تو متقی لوگوں کے لئے ہی ہے اور
(بے حد و حساب)درود و سلام حضرت محمد ﷺ کی ذات پر
آپ کی آل پر اور آپ کے اہل بیت سب پر ہوں۔

اما بعد!اس تصنیف کا مصنف فقیر باھُوؒ ولد محمد بازید عرف اعوان ساکن قلعہ شور شریف اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے آیات (قرآن) کے لطیف نکات تبرکات نص و قرآن و حدیث کے موافق بیان کرتا ہے یہ زمانہ اورنگ زیب عالمگیر محی الدین کا ہے۔جو محمد مصطفیٰ ﷺ کا سچا غلام اتباع (رسول) علم الیقین (میں کامل)۔راہ شریعت سے مشرف راسخ الدین بادشاہ اسلام ہے۔(اللہ

تعالیٰ اسے بحرمت "نون" "والصاد" ابدالاباد تک جمعیت بخشے۔اس کتاب کا نام کلید التوحید رکھا گیا ہے اور اسے ہر مشکل کے لئے "مشکل کشا" کا خطاب یا ہے۔

جو کوئی اس کتاب کو شب و روز اپنے مطالعہ میں رکھے گا اور پڑھے گا تو اس پر (راہ فقر) کی کوئی شے مخفی و پوشیدہ نہ رہے گی۔وہ لا محتاج ہو جائے گا۔اگر وہ مفلس ہو گا تو غنی ہو جائے گا۔اگر پریشان (حال) اہل حیرت پڑھے گا تو اسے ہمیشہ کے لئے جمعیت حاصل ہو جائے گی۔اگر ناقص پڑھے گا کامل ہو جائے گا اور اسے ظاہری مرشد کی دست بیعت کی حاجت بھی نہ رہے گی۔کیونکہ وہ (اس کے مطالعہ سے) سلک سلوک فقر کے ظاہر و باطن سے آگاہ ہو جائے گا۔یہ کتاب مبتدی اور منتہی سب کے لئے کافی ہے۔اگر کوئی جاہل اس کتاب کو پڑھے گا عالم و فاضل صاحب تفسیر ہو جائے گا

اس کتاب کے علم سے چار علم حاصل ہوتے ہیں۔

- علم کیمیاء اکسیر (تصور اسم اللہ ذات کا علم)
- علم دعوت تکسیر (دعوت القبور کا علم)
- علم ذکر اللہ روشن ضمیر (زندہ قلبی روشن ضمیری کا علم)
- علم استغراق باتاثیر (صاحب نظر بر نفس امیر کا علم)

یہ کتاب کسوٹی ہے۔
مریدان صدیق
طالبان تصدیق

عارفان تحقیق
واصلان بحق رفیق
عالمان باتوفیق
فنا فی اللہ فقیروں کی جو وحدانیت کے دریائے عمیق کے (غوطہ خور ہیں) یہ کتاب غنایت کا خزانہ ہے۔جس کسی نے اس کے مطالعہ سے اس خزانہ کو بغیر تکلیف کے حاصل نہ کیا۔تو اس کی (غربت) میں زوال کا وبال اس کی گردن پر ہی ہے۔دین و دنیا کا اس قدر عظیم تصرف کسی دوسری جگہ سے حاصل ہونا مشکل ہے۔کیونکہ بہت سے لوگ اس تصرف کے حصول کیلئے جاں بلب ہو گئے۔بلکہ جان سے گزر گئے۔لیکن (یہ تصرف) ان کے ہاتھ نہیں آیا۔حالانکہ یہ تصرف بھی عوام کا ہے(خاص کے تصرفات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔)

جو کوئی عقل و شعور رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے حکم اس کی منظوری اور نظر رحمت سے لکھی گئی ہے۔اس کی اجازت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے دی ہے اور یہ حضوری میں رقم مرقوم کی گئی ہے۔

اس کتاب کا ہر حرف حضور حق کا مشاہدہ بخشتا ہے۔اور اس کی ہر سطر اسم اللہ ذات کی برکت قرآن مجید کی آیات اور شریعت نبی محمد ﷺ پر عمل کرنے سے سر اسرار کو کھول دیتی ہے اور نور حق ذات کی تجلیات کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔اس کا پڑھنے والا باطل سے باہر نکل آتا ہے۔اور اس کے دل کے آئینہ

عین "عرفان حق" (متجلی ہو جاتا) ہے۔

مطلب یہ کہ ناقص مرشد طالبوں کو ظاہری اعمال (ریاضت ورد وظیفہ چلہ کشی وغیرہ) میں مشغول کر دیتا ہے۔ جس سے وہ (طالب) شب و روز اللہ تعالیٰ کے دشمنوں نفس و شیطان سے جنگ میں مصروف ہو جاتا ہے۔ (اور زندگی بھر اسی میں پھنسا رہتا ہے)۔ کامل مرشد تصور اسم اللہ ذات کی (تلقین کرتا) ہے۔ جس کی تاثیر سے وہ اغیار کے سر کو یکبارگی کاٹ ڈالتا ہے۔ اور ایک ہی بار حالت جنگ سے امن میں آ جاتا ہے۔ یہ اسم اللہ ذات کے تصور تصرف کی راہ ہے۔

جو استقامت کرامت اور مقامات سے بڑھ کر ہے۔ ان کا جسم تو اس جہان میں ہوتا ہے۔ لیکن ان کی نظر قیامت کے روز حساب گاہ پر ہوتی ہے۔ وہ (اس طرح اپنے) نفس کو عذاب میں مبتلا رکھتے ہیں۔ اور ان کی روح اس جہان سے وحشت کھانے لگتی ہے۔ یہ عطا اور فیض و فضل بھی توفیق الٰہی اور مرشد کامل سے نصیب ہوتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ اور سب توفیق اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے عزت والا وہی ہے جو تقویٰ میں بڑھ کر ہے۔ یہ توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی عطا فیض فضل ہے۔ ان مراتب کو مجموعہ الحسنات کہتے ہیں۔ اور صاحب مجموعۃ الحسنات۔ غرق فنا فی اللہ اہل ذات کے ابتدائی مراتب کو بھی نہیں پہنچ

سکتا۔

الحدیث۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ ۔

نیکوں کی نیکیاں مقربین کے نزدیک گناہ ہیں۔

سلک سلوک کیا ہے؟

مجاہدہ و مشاہدہ کس کو کہتے ہیں؟ ریاضت کسے کہتے ہیں؟ قرب و وصال محبت طلب جمعیت معرفت فنا فی اللہ بقا باللہ یہ سب کیا چیز ہے؟ جس سے فقر و فیض و فضل نعمت و عظمت۔ عزت و شرف دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ ہزار عالم کے کل و جز کا علم یکبارگی کھل جاتا ہے۔ اور ہر مطلب مطالب ہاتھ آ جاتا ہے۔ چنانچہ جس وقت بھی چاہے وحدانیت کے نور میں غرق ہو جائے۔ اور جس وقت بھی چاہے حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جائے۔ نور حضور کی یہ راہ اولیاء اللہ یا انبیاء کی قبر یا شہداء کی قبر پر (دعوت) پڑھنے سے کھلتی ہے۔ جس میں ہر ایک روحانی ملاقات کرتے ہیں۔ اور اہل ارواح کی ملاقات سے ظاہر و باطن کی جمعیت حاصل ہوتی ہے۔

جو کچھ بھی اوپر لکھا گیا ہے۔ (یعنی) قرب و معرفت کے مراتب۔ نور وحدت میں غرق ہونا۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل کرنا۔ یہ (سب مراتب) اہل تصور کو۔۔۔۔۔۔۔۔

تصور اسم ذات

تصور اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

تصور کلمہ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

تصور نو دنہ نام باری تعالیٰ
تصور مبارک اسم اعظم

اور ہر ایک آیت کے تصور سے تجلیات کے مشاہدات کھل جاتے ہیں۔جو مرشد یکدم اور یک قدم پر حاضرات نہ کروائے وہ مرشد ناتمام و ناقص ہے۔اگرچہ وہ ریاضت میں ہے مگر راز سے بے خبر ہے۔اگرچہ مجاہدہ میں ہے مشاہدہ سے بے خبر ہے۔اگرچہ دعوت میں ہے زندہ دل سے بے خبر ہے۔اگرچہ کرامت میں ہے کرم سے بے خبر ہے۔اگرچہ کشف میں ہے کشاف سے بے خبر ہے۔اگرچہ کرامت میں ہے کرم سے بے خبر ہے۔بلکہ مقربین کے نزدیک گناہ میں ہے۔اگرچہ مخلوقات کے نزدیک وہ سچائی اور راستی پر ہے۔چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے (قصہ) کی حقیقت سورۃ کہف میں بیان ہوئی ہے۔(خضر علیہ السلام) نے کشتی کو توڑ ڈالا۔بچے کو بلا عذر (شرعی) قتل کر دیا۔دیوار (یتامیٰ) کو (بلا مزدوری) تعمیر کر دیا۔اکثر بعض (فقیر) لوگوں کی نظروں میں اہل اللہ و اصل باللہ ہوتے ہیں۔لیکن باطن میں ہوائے نفسانی کے قیدی ہوتے ہیں۔

بیت

گناہوں پہ اصرار کرنا اور بخشش کی امید کرنا دوہرا جرم ہے
مٹی گارے کا کام کرنے والا کپڑے نہ ہی دھوئے تو بہتر ہے۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ الْهَوٰی وَ تَمَنّٰی عَلَی

اللّٰہِ الْمَغْفِرَۃَ ٥

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔کہ وہ شخص احمق ہے جو اپنی خواہشات نفس کی پیروی بھی کرتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید بھی رکھتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ٥

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو۔حالانکہ تم کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت بھی کرتے ہو۔کیا تم عقل نہیں رکھتے؟

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو ظاہر میں تو لوگوں کو نصیحت (تبلیغ) کرتے ہیں۔لیکن باطن میں اپنے نفس کی فضیحت (تابعداری) کرتے ہیں۔وہ لوگوں کی نظر میں تو صاحب فیض ہوتے ہیں۔لیکن باطن میں ان کا مرتبہ ناپاک حائضہ عورت جیسا ہوتا ہے۔

مطلب یہ کہ وہ کیسا مرشد ہے؟ جو نہ تو حضوری سلک سلوک جانتا ہے۔نہ (دعوت) قبور کا (عامل ہے) نہ ہی غرق نور ہے۔وہ (یقیناً) بے قوت بے باطن معرفت الٰہی سے دور اور ظاہری کشف و کرامات پر مغرور ہے۔

کامل مرشد ہر طالب کو نواز کر اپنے برابر مرتبہ عطا کر دیتا ہے کیونکہ ان کی راہ کرشمہ نظر سے ہے۔اور ان کی توجہ حضرت خضر علیہ السلام کی (توجہ) سے بڑھ کر ہے۔ان کی نظر سے مٹی سونا چاندی بن جاتی ہے۔اور یہ بھی یقین ہے کہ فقیر پر دونوں جہان عیاں ہوتے ہیں۔فقیر زمین کو کمان بنا کر مشرق و مغرب

کے دونوں سروں کی قوس برابر کرلیتے ہیں۔اور اس قوس میں قضا و قدرت کے تیر کو رکھ کر زمین کی کمان کو اس طرح کھینچ کر دنیا کے نشانے پر مارتے اور زخمی کرتے ہیں کہ تمام عالم کو قحط یا مرگ مفاجات سے مار سکتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ سے اتنی قوت رکھنے کے باوجود لوگوں کی ملامت و غیبت۔غصہ۔ستم و غضب و قہر برداشت کرتے ہیں لیکن مخلوق خدا کو (ہرگز) نہیں ستاتے۔فقیر کو اس قسم کا وسیع حوصلہ نور توحید کے استغراق اور مجلس محمدی ﷺ کی برکت سے نصیب ہوتا ہے۔کامل مرشد اگر ریاضت کروانا چاہے تو سالہا سال تک اطاعت میں مصروف رکھتا ہے۔اور اگر عطا و بخشش کرے تو طالب اللہ کو ابتداء و انتہا کے سب مراتب ایک ساعت میں طے کروا دیتا ہے۔

الحدیث۔اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ لَیْسَ فِیْھَا رَاحَۃٌ فَاجْعَلْ فِیْھَا طَاعَۃً

دنیا ایک ساعت ہے۔اس میں کوئی راحت نہیں۔اور ہمارے لئے اس میں فرمانبرداری ہے۔

ابیات

طالبا خود سے گزر کر غرق نور ہو
پھر احتیاج کیا ہے جب وصل حضور ہو

بے وصل کیا ہے سب شرک و ہوا
شرک و ہوا کو چھوڑ کر طالبا آ باز آ

طالبوں کے مطلب و مطالب راز حق
زیر پا ان کے عرش کرسی ہر طبق

مرشد وہ ہے جو راہبر خدا
طالبوں کی روک دے حرص و ہوا

باھو خود ہی مرشد خود ہی طالب جانفشاں
طالب حق ملتا نہیں اندر جہاں صاحب عیاں

ابیات

طالبوں کے ہیں مطالب اور بس
دعویٰ کرتے لاف زن ہیں اور بس

طالب حق ہو اگر حاضر ہوں میں
ایک دم میں ابتداء و انتہاء بخشوں حاضر ہوں میں

جان لو! کہ ہر دو جہاں پر غالب ہونا۔ ہر کسی کو کشف عیاں کے مراتب تک

پہنچا دینا اور ہر ایک کو علم بیان کرنا آسان کام ہے۔ لیکن نفس کو اپنے قابو میں
ست ہی مشکل و دشوار ہے

اگر کوئی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی شناخت کروں اور قرب اللہ کی معرفت حاصل کروں اور خدا تعالیٰ جو شہ رگ سے بھی نزدیک تر ہے۔اس سے الہام پیغام جواب باصواب بے حجاب حاصل کروں اور علم واردات غیبی اور فتوحات لاریب سے (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) ہمکلام ہو جاؤں۔(تو اسے چاہئے) کہ پہلے اپنے نفس کی پہچان کرے۔اس پر (تصرف) حاصل کر کے اس کے ساتھ ہمکلام ہو جائے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

نفس کو علم پڑھنے اور بہت زیادہ ظاہری عبادت کرنے سے خوش وقتی نصیب ہوتی ہے۔اور وہ موٹا تازہ ہونے لگتا ہے۔ایسا اس لئے ہے کہ نفس باطن میں چھپا ہوا (چور) ہے۔جس کو باطنی ریاضت تصور اسم اللہ ذات کی تاثیر ہی جلاتی اور خراب کرتی ہے۔جو کوئی پہلے اپنے نفس کو اپنے طابع نہیں کرتا۔اور اسے درست نہیں کرتا(تزکیہ نفس نہیں کرتا) بخدا ایسے شخص کا حق تک پہنچنا مشکل امر ہے۔(کیونکہ) وہ ہوائے نفسانی کا بندہ) ہے۔

جان لو کہ وسوسہ واہمات خطرات۔خام خیالات یہ سب (نفسانی لوگوں) کے احوالات ہیں۔بلکہ زندہ دل فنا فی اللہ ذات عارف(ایسی خرافات سے پاک ہوتے) ہیں۔ لیکن نفسانی لوگوں کے دل کے گرد خناس خرطوم متفق ہو کر اسے گھیرے رکھتے ہیں۔ایسے نفسانی لوگوں کی زبان پر جھوٹ کا غلبہ ہو جاتا

ہے۔

کیا تو نہیں جانتا کہ وجود انسانی(کی سلطنت میں) نفس بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیر ہے۔اسی لئے اہل نفس ہر صورت بے جمیعت اور پریشان رہتے ہیں۔اگر دنیا جہان کی چیزیں اس کو دے دیں تب بھی اس کی حرص کو سیرابی نہیں ہوتی۔کیا تو جانتا ہے کہ نفس مثل بادشاہ ہے۔(تو نفسانی احکام کے تحت) اہل نفس کے سب کام برباد اور فتنہ فساد کا باعث ہوتے ہیں۔ کیا تو جانتا ہے کہ نفس ظالم انسانی خون پینے والا (درندہ) ہے۔پس اہل نفس خواہشات (بے پناہ کا بندہ) ہے۔جو کوئی نفسانی خواہشات کو روک لیتا ہے۔اسے "سلیم بحق رضا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔جو کوئی ہوائے نفس کو منقطع کر لیتا ہے وہ روشن ضمیر ہو کر آئینہ (دل میں) دونوں جہانوں کا تماشہ کرنے لگتا ہے۔ایسے شخص کو خوش آمدید مرحبا۔جو کوئی ہوائے نفسانی کو منقطع کر لیتا ہے۔اس کی روح لقا سے (مشرف) ہو کر اسے اولیاء انبیاء کی مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔ہوائے نفس کو منقطع کرنا بھی کامل مرشد کی عطا سے ہی ہو سکتا ہے۔

کامل مرشد طالب اللہ کو پہلے ہی روز جو سبق دیتا ہے۔اس سے نفس طابع ۔فرمانبردار۔مصفا ہو جاتا ہے یا نفس انائے ہستی سے فنا ہو جاتا ہے۔یہ سب کچھ حاضرات اسم اللہ ذات سے ہوتا ہے۔

ہر آدمی کے وجود میں اس کو کچھ مراتب حاصل ہوتے ہیں۔(بعض) شخص اہل نفس(بعض) اہل قلب(بعض) اہل روح(بعض) اہل شر اور(بعض) اہل توفیق الٰہی ہوتے ہیں۔ان میں سے ہر ایک صورت کو اس

طرح شناخت کیا جا سکتا ہے۔

یہ کہ صاحب نفس امارہ ترش رو بد خو ہوتا ہے۔پڑھا لکھا ہو کر بھی جہالت کی باتیں کرتا ہے۔اور اس کی ہر بات میں قہر و غضب و غصہ ہوتا ہے۔

صاحب قلب صفا دل صاحب ذکر کو اس طرح پہچان سکتے ہیں کہ وہ محبت وخلوص سے (پر ہوتا ہے)اس کی بات پر تاثیر ہوتی ہے۔بلکہ وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔

صاحب ذکر روح کو اس طرح پہچان سکتے ہیں کہ اس کی ہر بات خالص اللہ و رسول اللہ کے لئے ہوتی ہے)اس کے کلام میں منافقت نہیں ہوتی۔اس کے (کلام) کی تاثیر سے (سننے والے کو حق تعالیٰ سے یگانگت حاصل ہو جاتی ہے۔

صاحب سر کی صورت اس طرح پہچان سکتے ہیں کہ اس کی ہر بات میں مشاہدہ اسرار ربانی کا بیان ہوتا ہے۔اس کا جثہ اس جہان میں اور اس کی جان لامکان میں ہوتی ہے۔اس کے کلام کی تاثیر سے سننے والے کے وجود میں ادب و حیا پیدا ہو جاتا ہے۔

صاحب توفیق کی صورت اس طرح پہچان سکتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں عاجزی سے سرنگوں رہتا ہے۔اور صدق سے اپنے معبود کی بارگہ میں سجدہ ریز رہتا ہے۔اس کے کلام کی تاثیر سے نفس امارہ جو یہودی (سرشت) ہے مسلمان ہو کر تابعدار ہو جاتا ہے۔

جب ان (پانچوں صورتوں) میں سے ہر ایک صورت کسی وجود میں جمع ہو جاتی

ہے۔تو وہ نیک صورت ہو جاتا ہے۔بعد ازاں مشاہدہ سے اس کے وجود میں نور الٰہی کی صورت ظاہر ہو جاتی ہے۔

نور الٰہی کی لازوال صورت کو اس طرح پہچان سکتے ہیں کہ جو بات بھی اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ قرب و حضور مشاہدہ ربانی سے نور الٰہی کی صورت ہوتی ہے۔صاحب نور پہلے ہی روز مقام نور سے قرب و حضور بخش دیتا ہے۔صاحب نور فقیر ہمہ وقت شریعت (میں کوشاں رہتا) ہے۔اگرچہ وہ شب و روز نور تمام میں مستغرق رہے۔اگرچہ وہ عوام الناس سے گفتگو بھی کرتا رہے۔"میری قال میری حال کے موافق ہے"جو کوئی ہوائے نفسانی کو اپنے پاؤں تلے نہ روند ڈالے اور نفس کے گھوڑے پر سوار نہ ہو جائے(محال ہے کہ مقام نور حاصل کر سکے)

الحدیث تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔میری آنکھیں سوتی ہیں میرا قلب نہیں سوتا۔

مِعْرَاجُ الْفَقْرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔فقیر کیلئے فاقہ کی رات ہے (روحانی) معراج کی رات ہے۔اگرچہ کوئی شخص عمر بھر ظاہری ریاضت میں بسر کر دے۔کچھ فائدہ نہ ہوگا۔محال ہے کہ وہ (باطنی اعمال کے بغیر) باطن کے ان مراتب کو حاصل کر سکے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰى۔مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ۝

جس کسی نے مقام ربوبیت سے خوف کھایا اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات

(نفسانی) سے روک یا۔پس اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

ابیات

وہم و وسوسہ اور خطرات
نفس کی قوت ہے حرص و خرافات
نفس کو پہچانے کیسے مردہ دم
نفس کو پہچانے کیسے اہل صنم
نفس کو پہچانے کیسے مرد عام
جس نے جانا ہو گیا عارف تمام
نفس کو پہچانے کیسے مرد غرور
قتل کر دے نفس کو اہل حضور
نفس کی تحقیق مجھ کو از خدا
ہر حقیقت حاصل کی از مصطفیٰ ﷺ
نفس قاری کی عاقبت جب نوری ہوئی
قلب قالب ہر اعضاء کی منظوری ہوئی
ذکر فکر چھوڑ کر ہو جا حضور
نفس کو بھی چھوڑ ہو جا غرق نور
انبیاء کا نفس صورت انبیاء
اولیاء کا نفس صورت اولیاء
مردہ دل کا نفس پورا خبیث

گرچہ پڑھتا ہو وہ نص وحدیث
نفس شیطان پر بلا اہل زشت
نفس نے آدم کو نکالا از بہشت
گر تو چاہتا ہے نفس تیرا ہو رفیق
غرق وہ دریائے وحدت میں عمیق

صاحب نفس مطمئنہ کا استغراق۔ مراقبہ اور آنکھیں بند کرنا جگر کا خون پینا ہے۔اس قسم کا مراقبہ و مکاشفہ دریائے توحید میں (محو)ہو کر کیا جاتا ہے۔جو کوئی اس قسم کا مراقبہ نہیں کرتا اس کا نفس تابعدار اور مسلمان نہیں ہوتا۔اور مومن کے مقام میں داخل نہیں ہو سکتا۔مومن کا مقام معرفت الٰہی میں محو ہوکر نفس مردود کو فنا اور بود سے نابود کر دینا ہے۔

الحدیث من عرف نفسه بالغناء فقد عرف ربه بالبقاء۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان لیا۔اس نے اپنے رب کو بقاء میں پالیا۔

صاحب نفس امارہ کا لوگوں(کو دکھانے) کیلئے اپنے چہرہ پر کپڑا ڈال لینا اور آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرنا خود فروشی ہے۔اگرچہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے آپ سے بے خبر اور بیہوش ہو جائے تب بھی وہ اہل تقلید سے ہے نہ اہل توحید سے۔

کامل مرشد کی شناخت

اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ طالب اللہ کو آٹھ چیزیں عطا کرتا ہے۔ جس سے طالب اللہ سے کبھی غلطی سرزد نہیں ہوتی۔ اور اگر خطا سرزد ہو بھی جائے تو بھی وہ مردود نہیں ہوتا۔ ان آٹھ چیزوں میں سے چار ظاہر سے اور (چار باطن سے) تعلق رکھتی ہیں۔ طالب کے وجود میں جو چار چیزیں ظاہر ہونی چاہئیں وہ یہ ہیں۔

اول صدق المقال (سچ بولنا)

دوم اکل الحلال (حلال کھانا اور حرام سے بچنا)

سیوم طاعت (اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرنا)

چہارم ہمت توفیق۔ یعنی جس چیز سے خدا اور شریعت مطہرہ نے منع کیا ہے اس کو ترک کردینا۔

چار چیزیں جو باطن میں ہونا چاہئیں وہ یہ ہیں۔

اول ذکر زوال

ذکر زوال اسے کہتے ہیں جس میں مشرق سے مغرب تک مخلوقات خاص و عام۔ تمام طالب مرید اہل دنیا۔ بادشاہ امراء۔ وزراء سب (صاحب ذکر) کے غلام تابع فرماں ہو جائیں۔ لیکن فقیر کی نظر میں یہ سب کمترینہ مراتب ہیں۔

دوم ذکر کمال

ذکر کمال اسے کہتے ہیں جس میں جمیع فرشتگاں۔ چاروں مقرب فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے (صاحب ذکر) کے حکم میں آجائیں۔ راحت کا مژدہ اور الہام کریں۔ جب (صاحب ذکر) توجہ باطنی کرے تو دیکھے کہ گرداگرد فرشتوں کے

ہزاروں غیبی لشکر (اس کے اشارہ کے منتظر) موجود ہیں۔ یہ بھی کامل مرشد کی عطا اور پروردگار (عالم) کا لطف و کرم ہے۔

سیوم ذکر حال

ذکر حال اسے کہتے ہیں جس میں (صاحب ذکر) روز ازل سے پیدا ہونے والے روحانیوں میں سے ہر ایک کے ساتھ دست و مصافحہ کرے اور مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہوجائے۔

چہارم ذکر احوال

ذکر احوال اس کو کہتے ہیں جس میں نور ذات لازوال میں غرق ہو کر جان سے گزر جاتے اور تجلیات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ (صاحب ذکر) جو کچھ بھی دیکھتا ہے عقل و فکر کی وہاں کہاں رسائی ہے۔ وہ نور توحید میں حضوری حاصل کر کے لازوال ہو جاتا ہے۔ کسی مرتبہ میں بھی صاحب ذکر احوال خام خیالی میں مبتلا نہیں ہوتا۔ کامل مرشد پہلے ہی روز غرق فی النور کے لازوال مراتب کی معرفت کی تعلیم تلقین کرتا ہے۔ ایسا اس لئے ہے کیونکہ دل میں پنہاں سر سچائی کا مشاہدہ لا مکاں میں غرق ہو کر کیا جاتا ہے۔ ہر طریقہ کی انتہا کامل قادری کی ابتداء کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ قادری طریق کا پہلا سبق یہ ہے کہ وہ

تصور اسم اللہ

ضرب کلمہ طیب الا اللہ

اور توجہ باطنی سے

نور اللہ کی معرفت میں غرق کردیتا اور حضوری مجلس سے مشرف کردیتا ہے۔

جو کوئی یہ سبق پڑھنا نہیں جانتا اور حضوری مجلس میں پہنچا نہیں سکتا وہ شخص کامل قادری نہیں ہو سکتا۔ اس کے حال کی مستی خالم خیال کی (مستی) ہے۔جبکہ (کامل) قادری ہمیشہ معرفت الٰہی کے نور میں غرق رہتا ہے۔

اس قسم کے وصال کی دو اقسام ہیں۔

ایک وصال وہ ہے جس میں تجلی میں الہام ہوتا ہے۔

دوسرا وصال وہ ہے جس میں تجلی میں غرق تمام ہو جاتے ہیں۔

جو کوئی طالبوں کو ان مراتب پر نہ پہنچائے اور غوث و قطب پر غالب نہ کر دے وہ ناقص اور نامکمل ہے۔

کامل قادری شیر(قہور) کا شہسوار ہوتا ہے بلکہ اس کے سامنے شیر شرمندہ حال ہوتا ہے۔لومڑی ،گیدڑ اور کتے کو کیا طاقت ہے کہ (شیر کے سامنے)دم مارے۔ازل میں کل مخلوقات کے مقامات کی درجہ بدرجہ یہی شرح ہے۔

ابیات

پہنچا ہوں جس جگہ میں امکاں نہیں کسی کو
شہباز لا مکاں ہوں وہاں جاہ نہیں کس کو
لوح و قلم و کرسی کونین راہ نہ پائیں
فرشتہ وہاں نہ پہنچے نہ اہل ہوس ہی جائیں

عیاں اس جگہ پر ختم ہے۔شریعت کی بنیاد امداد محمدی ﷺ پر ہے جو نص قرآن و حدیث سے (ثابت) ہے۔

مطلب یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ "کن فیکون" کو بیان کروں جیسا

کہ حدیث قدسی میں ارشاد ہوا۔

الحدیث:۔ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ط

میں تھا ایک مخفی خزانہ پھر میں نے پسند کیا کہ میری پہچان کی جائے۔پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

بعد ازاں نور کے پردہ سے قدرت کے دو ہاتھ دایاں ہاتھ و بایاں ہاتھ ظاہر ہوئے۔حق تعالیٰ نے جب دائیں ہاتھ کی طرف لطف و کرم جمعیت رحمت شفقت التفات کی نظر کی تو سورج سے بھی روشن تر نور محمدی ﷺ پیدا ہوا اور جب بائیں ہاتھ کی طرف قہر وجلالیت کی نظر سے دیکھا تو اس سے شیطانی آگ پیدا ہوئی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کن فرمایا،جس سے جملہ ارواح کل و جز مخلوقات و موجودات ،مراتب بہ مراتب ،جماعت بہ جماعت ،صف بہ صف (فیکون کے عمل سے پیدا ہو گئیں)اور ارواح جو امررب ہیں باادب اپنی اپنی جگہ پر کھڑی ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کیا میں تمہارا رب ہوں۔اس کے جواب میں ہر چھوٹی بڑی روح نے "قالو بلیٰ" ہاں تو ہمارا رب ہے کا اقرار کیا۔(اس کو عہد میثاق کہتے ہیں)بعض روحیں اس اقرار کے فوراً بعد پشیمان ہو کر منکر ہو گئیں۔چنانچہ یہی ارواح کافروں ،مشرکوں ،منافقوں اور جھوٹوں کی ہیں۔ بعض روحیں قالو بلیٰ کا اقرار کر کے الست کی آواز سن کر

سرور ہو گئیں۔بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا !اے ارواح !مجھ سے جو کچھ چاہتے ہو مانگ لو تاکہ میں تم کو عطا کر دوں۔جملہ روحوں نے عرض کی خداوندا ہم تو تجھ سے تجھی کو چاہتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بائیں جانب کافروں کی روحوں کے لئے دنیا'اس کا زرومال'زیب و زینت'اس کی آرائش اور دنیا کا تماشہ پیدا فرمایا'سب سے پہلے نفس امارہ کی مدد سے شیطان دنیا میں داخل ہوا اور دنیا کی زینت کو(اپنی متاع قراردیا۔)دنیا میں داخل ہو کر شیطان نے چوبیس بار بانگ دی۔بقایا ارواح میں سے بھی نو حصہ روحیں شیطان کی بلند خوش آواز بانگیں سن کراس کی طرف متوجہ ہوئیں اور شیطان کے سلسلہ میں داخل ہوگئیں۔

شیطان کی چوبیس بانگیں یہ ہیں۔

اول بانگ خوش آواز سرود راگ و نغمہ سرائی(میں مبتلا ہو جاتا ہے)

دوسری بانگ حسن پرستی(مجازی عشق اختیار کرلیتا ہے۔)

تیسری بانگ خواہش پرستی(خواہشات کا غلام بن جاتا ہے۔)

چوتھی بانگ شراب نوشی(شراب اور دوسری منشیات استعمال کرنے لگتا ہے۔)

پانچویں بانگ بدعت(دین میں نئی نئی باتوں کو رواج دیتا ہے۔)

چھٹی بانگ تارک الصلوات(نماز پڑھنا مطلق چھوڑ دیتا ہے۔)

ساتویں بانگ گانے بجانے کا سامان'طنبور'رباب'سرنائی'دف'ڈھول اور اسی قسم کی دوسری لغویات میں مصروف ہو جاتا ہے۔

آٹھویں بانگ تارک الجماعت(باجماعت نماز کو ترک دیتا ہے۔)

نویں بانگ غفلت(خدا تعالیٰ کی بندگی سے اتنا غافل کہ موت کو بھی بھلا دیتا ہے۔)

دسویں بانگ عجب یعنی غرور و تکبر(غرور و تکبر کبھی معاف نہ ہو گا۔)

گیارہویں بانگ حرص(ایسا حریص کہ حقوق العباد پر ڈاکے ڈالنے لگتا ہے۔)

بارہویں بانگ حسد(قابیل نے اپنے سگے بھائی ہابیل کو حسد کی بنا پر ہی قتل کیا تھا۔)

تیرھویں بانگ ریا(ریا کاری نیک اعمال کو تباہ کردیتی ہے۔)یہ خفی شرک ہے۔

چودھویں بانگ کبر(اپنے آپ کو دوسروں سے برتر جاننا راندہ درگاہ بنا دیتا ہے۔)

پندرھویں بانگ نفاق(یہ دل کی بیماری ہے خدا اس سے بچائے)

سولہویں بانگ غیبت(غیبت کرنے والا مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔)

سترھویں بانگ شرک(کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا ظلم عظیم ہے۔)

اٹھارھویں بانگ کفر(ایسے لوگوں کے کانوں'آنکھوں پر مہر لگا دی جاتی ہے۔جس سے قبولیت حق کی صلاحیت مردہ ہو جاتی ہے)

انیسویں بانگ جہل(کوئی شے تو کچھ ہے جہل تو کچھ بھی نہیں۔)

بیسویں بانگ جھوٹ(جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے۔)

اکیسویں بانگ بدظنی(اور بہت سے ظن گناہ ہیں۔)

بائیسویں بانگ   افعال بد(جو خدا اور رسول کی ناراضگی کا باعث ہیں۔)

تئیسویں بانگ   برا کام کرنا' بدگوئی' اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر تالی بجاتے ہوئے بات کرنا۔

چوبیسویں بانگ   شیطانی طمع پر یہ قصہ تمام ہوا۔جس کسی میں ایسی برائی پائی جائے گی ۔اس کی روح نے شیطانی بانگ کو سن رکھا ہو گا۔(اس لئے ہمیشہ اپنا محاسبہ کرکے ان برائیوں کو ایک ایک کرکے ترک کر دینا چاہئے۔)

الحدیث:۔اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ۞ وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا۔

قولہ تعالیٰ:۔تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۞ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۞ شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے(کہ اگر تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو تم غریب ہو جاؤ گے۔)اور تمہیں فواحشات کی تعلیم دیتا ہے (جس سے حقیقی معنوں میں آدمی ذلت و غربت میں مبتلا ہو جاتا) ہے۔پھر جو روحیں شیطان کے تابع ہو کر دنیا کے مراتب پر پہنچیں۔انہوں نے دنیا کو پسند کیا اور وہ دنیا میں ہی غرق ہو گئے۔

ارواح کا دسواں حصہ ابھی بھی حق سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا تھا۔اللہ تعالیٰ نے لطف و کرم سے فرمایا۔اے ارواح مجھ سے طلب کرو تاکہ میں تم کو عطا کر دوں۔انہوں نے عرض کی ۔خداوندا ہم تجھ سے تجھی کو چاہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنی داہنی جانب بہشت حور و قصور کو پیدا فرمایا ۔جس پر نو حصہ

روحیں بہشت کی طرف متوجہ ہو گئیں۔سب سے پہلے اہل تقویٰ کی آذان اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ   اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ .... سنائی دی جس کو سن کر جملہ متقی ارواح بہشت میں داخل ہو گئیں۔جو (دنیا میں) شریعت محمد ﷺ پر عامل ہوئیں۔چنانچہ یہی لوگ عالم فاضل متقی پرہیز گار ہیں۔

باقی جو ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کی بارہ گاہ میں کھڑی رہیں نہ تو انہوں نے دنیا میں (شیطانی)بانگ پر کان دھرے اور نہ ہی انہوں نے عقبیٰ کی بانگ کو سنا۔یہ لوگ عارف باللہ فقیر ہیں جو غرق فنا فی اللہ بقا باللہ کے مشتاق اور مجلس محمد ﷺ حضوری اور متابعت(میں کامل ہوتے ہیں۔)انہی لوگوں کے متعلق حضور پاک ﷺ فرمایا ہے۔

الحدیث:۔اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ۞ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

الحدیث:۔اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْعُقْبٰی وَ الْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَ الدُّنْیَا وَ الْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی طَالِبِ الْمَوْلٰی۔

اہل عقبیٰ پر دنیا حرام ہے اور اہل دنیا پر عقبیٰ حرام ہے اور طالب المولیٰ پر دنیا اور عقبیٰ دونوں حرام ہیں۔

الحدیث:۔مَنْ لَّہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ   اللہ

اللہ جس کا مولیٰ ہے اسی کے لئے سب کچھ ہے۔

جو مرشد حاضرات اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب کے تصور سے طالب اللہ کو ان تینوں مراتب اور تینوں مقامات کا سبق نہیں دیتا اور اسے نصیب نہیں کرواتا اس کو اکمل مرشد نہیں کہہ سکتے۔ایسا طالب بے جمعیت اور پریشان رہتا ہے۔

جمعیت کی شرح

جمعیت کے بیان سے کتابوں کے بے شمار دفاتر بھرے پڑے ہیں جس میں مقرب(بارگاہ) ہونے کی بنیاد جمعیت ہی کو کہا گیا ہے۔

مطلب یہ کہ جب دودھ میں تھوڑی سی کھٹی لسی ڈال دیتے ہیں تو دودھ کو جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اور اس جمع جمعیت کو دہی کہتے ہیں۔پس جب دہی بلوتے ہیں تو اس میں سے مکھن نکل آتا ہے اور جب مکھن کو آگ پر گرم کرتے ہیں تو خالص گھی (زرد رنگ) کا حاصل ہوتا ہے۔پس عارفوں کے وجود میں بھی مجموعہ ذات (نفس، قلب، روح، سر، نور) جو ذات لازوال سے ہے جمع ہے جس کو کامل مرشد الگ الگ کرکے دکھا دیتا اور مقصود حق کو پہنچا دیتا ہے۔)

مصنف باھوؒ فرماتے ہیں کہ جمعیت کے بیان کے لئے دودھ دہی والی مثال کافی نہیں ہے کیونکہ جمعیت تو قدرت کاملہ سے قرب الٰہی کا ایک لباس ہے۔جو محض معرفت الٰہی نور توحید کا ایک لطیفہ شریفہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے الطاف و کرم سے (وجود میں) پیدا ہو جاتا ہے۔

جمعیت کا جامہ اس شخص کو پہنایا جاتا ہے جو مردار دنیا کی گندگی سے نکل کر ہمیشہ بندگی اور ذکر الٰہی (اختیار کرلے) یہی اس کی زندگی ہے۔مردہ دل اہل خطرات کی بندگی بھی شرمندگی کا باعث ہوتی ہے۔

مطلب یہ کہ دنیا ہوا(یعنی خواہشات) کا مقام ہے اور عقبیٰ ہوس کا مقام ہے۔صاحب جمعیت ان ہر دو مقامات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

جمعیت کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جمعیت کل مخلوقات کی چابی ہے اور اٹھارہ ہزار عالم مثل قفل ہیں۔پس جملہ مخلوقات کی اس چابی کو جس تالے میں بھی ڈالتے ہیں وہ کھل جاتا ہے۔پس معلوم رہے کہ جمعیت اسم اللہ ذات میں ہے۔جو کوئی کنہ ذات تک پہنچ جاتا ہے اسے صفاتی مقامات کا مشاہدہ کشف و کرامات کی حاجت باقی نہیں رہتی۔

جمعیت ایک نور ہے جو نفس کے اندر(پوشیدہ) ہے۔صاحب جمعیت ہردو جہان پر قادر ہے۔صاحب جمعیت فنافی اللہ فقیر کو کہتے ہیں۔جو روشن ضمیر (نفس پر امیر) ہوتا ہے۔ہر دو جہاں اس کے قیدی اسیر ہوتے ہیں۔اس کی زبان پر علم تفسیر با تاثیر ہوتا ہے۔

جمعیت ایک نور ہے جس کی اصل صدق تصدیق سے ہے یہ معرفت کا مغز ہے جس میں توفیق الٰہی سے توحید کی تحقیق ہوتی ہے۔

جمعیت وہ نور ہے جو قلب کے درمیان غیب الغیب سے مثل آفتاب طلوع ہو کر فیض (الٰہی) کی روشنی چمکنے لگتی ہے۔نور جمعیت والا پشت ناخن پر

کونین کا تماشا کرتا ہے۔

جمعیت کسے کہتے ہیں؟ جان لو کہ جمعیت کے پانچ حروف ہیں (ج-م-ع-ی-ت) ہر حرف کے تصور و تصرف سے دل کو جمعیت اور نعمت تمام حاصل ہوتی ہے۔ صاحب جمعیت ہر پانچ مقام اپنے قبضہ میں لے آتا ہے جس کے بعد اس کے دل میں کوئی افسوس باقی نہیں رہتا۔ جمعیت کا مقام جامع العلوم، علم تحقیقات حی و قیوم سے ہے۔ جس سے ہر قسم کی نعمت اپنے تصرف میں لے آتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

مقام ازل کا تصرف اور نعمتیں اور خزانے۔

مقام ابد کا تصرف اور خزانے۔

مقام دنیا کا تصرف، روئے زمین کے تمام خزانوں اور دنیا کا اپنے تصرف میں لانا۔

مقام حی و قیوم اور اس کے خزانوں کا تصرف۔

پانچویں گنج اعلیٰ قرب وحدانیت فنا فی اللہ بقا باللہ با حق کے مراتب نعمت کا تصرف جہاں جمعیت ختم ہے۔

جو مرشد پہلے ہی روز حاضرات اسم اللہ ذات اور اسم محمد سرور کائنات ﷺ اور کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے طالب اللہ کو طریق تحقیق سے جمعیت کے ہر ایک (مرتبہ) پر پہنچا دے وہی کامل مرشد ہے۔ ناقص خام مرشد اہل زندیق لاف زن اور جھوٹا ہوتا ہے۔ اللہ بس ما سوئی اللہ ہوس۔

کیا تو جانتا ہے کہ انسان کے کاموں میں رحمانی تاثیر اور شیطانی تاخیر میں

فرق کیوں ہے؟ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ ان میں سے ہر خاص و عام کی زبان پر اللہ تعالیٰ کے نام کا ورد ہے۔ یا وہ حافظ قرآن ہیں۔ وہ تلاوت کرتے ہیں یا فقہ کے مسائل بیان کرتے ہیں۔ لیکن ان کی زبان سے جھوٹ دل سے نفاق اور ان کے وجود سے حرص، حسد، کبر کیوں دور نہیں ہوتا۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام اخلاص سے نہیں لیتے اور اللہ تعالیٰ (کی عظمت) کے موافق علم کلام اللہ نہیں پڑھتے بلکہ باد صرصر کی مانند اللہ اللہ کہتے جاتے ہیں۔ (ایسے زبانی ذکر کا فائدہ کیسے ہو) یہ تو محض رسم رسوم ہے۔

جو کوئی اسم اللہ کی کنہ کو پا لیتا ہے۔ اس کا نفس فنا، قلب صفاء ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ حضوری مجلس محمدی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔ اس کی روح کو بقائے (نور ربوبیت) حاصل ہو جاتا ہے اور وہ پشت ناخن پر کونین کا تماشہ کرتا ہے۔ جس کسی کا تعلق اور آشنائی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ وہ معرفت کی گیند کو صدق کے بلے کے ساتھ دونوں جہاں کے میدان سے نکال لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام وہ عظیم نام ہے کہ ابتداء و انتہاء اسی نام اللہ میں ہے۔ مشاہدہ نور حضور، معرفت تمام اسی میں ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ صاحب اسم اللہ دل میں غرق ہو کر استغراق میں (ذکر اللہ کرنے والا ہو) علماء ہمیشہ کتاب ورق کے مطالعہ میں غرق ہوتے ہیں۔ جبکہ عارف کے لئے مطالعہ اور استغرق دونوں دو پر ہیں۔ (جن سے وہ محو پرواز رہتا ہے۔)

ابیات

بر در درویش جا ہر صبح و شام
تا کہ حاصل ہوں تیرے مطلب تمام

گر وہ سر بھی مانگے تو سر پیش کر
جو بھی تیرے پاس ہے آگے اس کے دھر

درویش کو دے ملے گا جاودان۔
درویش کی نظر سے ہو تو شاہ جہان

جس پر درویش ڈالے مقبولیت کی نظر
ہوں مراتب اس کے عرش سے بھی بالاتر

درویش اور فقیر کے مراتب کے درمیان کیا فرق ہے؟ درویش ہمیشہ چشم سے لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس قسم کے مراتب والے کو منجم کہتے ہیں یعنی نجومی مرتبہ والا۔ فقیر کے مراتب فنا فی اللہ غرق توحید حی و قیوم ہونے کے ہیں۔ درویش مریض کے مراتب والا ہے جبکہ فقیر طبیب کے مراتب رکھتا ہے۔ درویش کی نظر سے دل میں وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ درویش کے مراتب یہ ہیں کہ وہ مفلس ماہی گیر کو بادشاہی مراتب بخش دیتا ہے۔ جبکہ فقیر نظر سے روشن ضمیر ہر دو جہاں پر امیر معرفت اللہ۔ نور ذات کی تجلیات کے مشاہدہ میں

غرق کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کو اگر سلیمانی بادشاہت بھی دے دیں تو وہ ہرگز قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ باطن میں مرد ہے اور اس کا دل دنیا، اہل دنیا اور سیم و زر سے سرد ہے۔

کیا تو جانتا ہے کہ علماء میں مطالعہ علم سے جلال و جذب غصہ و غضب پیدا ہو جاتا ہے اور فقیر کی آنکھ اسم اللہ ذات سے کھل جاتی (بینا ہو جاتی) ہے۔ معرفت الٰہی سے نور بینائی پیدا ہو جاتا ہے۔ اہل چشم اور اہل خشم کی مجلس درست نہیں ہوتی۔ جو کوئی قہر و غضب سے گزر جاتا ہے وہ معرفت الٰہی آنکھ کی بینائی (چشم بصیرت حاصل کر لیتا ہے) اور جو کوئی قیل و قال سے گذر گیا۔ وہ معرفت الٰہی وصال کو پہنچ گیا۔

الحدیث مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان بند ہو گئی۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اخلاص، یقین، اعتقاد اور صدق دل سے یا اللہ کہتا ہے تو یا اللہ کہنے سے اس پر ازل، ابد، دنیا، عقبیٰ اور معرفت مولیٰ کھل جاتی ہے اور جو کچھ نعمت جاودانی ہے اس کے ہاتھ آ جاتی ہے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو سنگدل شب و روز اللہ کا ذکر بالجہر کرتے ہیں لیکن اسم اللہ ذات کی کنہہ کو نہیں جانتے۔ وہ (زبانی ذکر سے) رجعت کھا کر بدعت پریشان حال ہو جاتے ہیں۔ ان کے سر میں ہوائے نفسانی سما جاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ان کی گوشہ نشینی لوگوں کو پھنسانے کے لئے اس جال کی مانند ہے (جسے پرندوں کا شکار کرنے کے لئے مٹی کے نیچے چھپادیا جاتا ہے)۔ ان کا

حجرہ بادشاہوں، امراء، وزراء کو مرید کرنے کے لئے حجاب ہوتا ہے۔ جو خواہش مسخرات میں ان کو خراب کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اسم اللہ ذات پاک ہے۔ اور اسم اعظم وجود اعظم کے بغیر تاثیر نہیں کرتا نہ ہی اس میں سکونت پکڑتا اور نہ نفع دیتا ہے۔ سوائے خاص اخلاص اور کامل مرشد کی عطائے اعظم کے۔

جان لو! کہ کامل فقیر وہ ہے جو عین العیان کے مراتب رکھتا ہے جس کے چہرہ پر ہر دو جہاں دل و جان سے فدا اس کے عشق میں مبتلا اور جاں نثار ہوتے ہیں۔

مجھے ایسے احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے جو ایک دوسرے کو طالب اور مرشد کہتے ہیں لیکن طالبی اور مرشدی کی حقیقت کو نہیں جانتے۔ وہ دونوں احمق اور نادان ہیں۔ مرشد تو حبیب خدا محمد رسول اللہ ﷺ کی مثل (اتباع رسول اللہ ﷺ میں کامل ہونا چاہئے) اور طالب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ کی طرح جانثار ہونا چاہئے۔ کیونکہ ان کی خوراک دیدار محمدی ﷺ تھی۔ وہ ہمیشہ کفر و شرک بدعت سے استغفار کرتے تھے۔ جو شخص شرع محمدی ﷺ کے خلاف عمل کرتا ہے وہ ملعون ہے وہ مرشد کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ مرشدی سلک سلوک (کی بنیاد) تو شریعت اور قرآن مجید ہے اس راہ (سلوک) میں فنا فی اللہ ہو کر باقی باللہ ہوتے ہیں۔

ابیات

فانی فی اللہ ہو کے ہو جا با خدا
جان سے گذر کر جو بھی ملے ہے روا

عقل و فکر کو حاصل کہاں فی اللہ جمال
معرفت دیدار سن لو ہے وصال

جز لقاء معرفت منظور نہیں
عارفوں کو جز خدا کچھ منظور نہیں

اس جگہ جس نے نہ دیکھا وہ رو سیاہ
حب دنیا دل سیاہ سب گناہ

الحدیث: اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَ طَالِبُهَا كِلَابٌ دنیا مردار ہے اور اس کے طلبگار کتے۔

الحدیث: مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهُ جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان بند ہو گئی۔

الحدیث: وَ مَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔

بیت

وہ دل کی آنکھ دوسری ہے دیکھنا جس کو روا
یہ آنکھ ظاہری تو سراسر سر ہوا

جو عارف باللہ مراقبہ مکاشفہ کے ان مراتب پر پہنچ گیا گویا کہ وہ (دونوں)جہان سے باہر نکل گیا۔

بیت

حق کا بیان کرنے والی زبان کوئی اور ہے
یہ لاف زن زبان نہیں وہ زبان کوئی اور ہے

الحدیث

اَلسُّکُوْتُ تَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرِضَائے رَبِّ الْعَالَمِیْن

خاموشی مومنوں کا تاج اور رضائے رب العالمین کا ذریعہ ہے۔

الحدیث

اَلسُّکُوْتُ مِفْتَاحُ الْعِبَادَۃ

* سکوت عبادت کی کنجی ہے۔

اَلسُّکُوْتُ مَکَانُ الْجَنَّۃ

* سکوت جنت کا مقام ہے۔

اَلسُّکُوْتُ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہ

* سکوت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

اَلسُّکُوْتُ حِصَارٌ مِّنَ الشَّیْطَان

* سکوت شیطان سے حصار ہے۔

اَلسُّکُوْتُ خَیْرُ الْبَشَر

* سکوت میں انسان کی بھلائی ہے۔

اَلسُّکُوْتُ سُنَّتُ الْاَنْبِیَاء

* سکوت انبیاء کی سنت ہے۔

اَلسُّکُوْتُ نَجَاتٌ مِنَ النَّاس

* سکوت میں لوگوں سے نجات ہے۔

اَلسُّکُوْتُ قُرْبُ السِّرّ

* سکوت قرب السر کو کہتے ہیں۔

اَلسُّکُوْتُ غَرْقُ الرَّبِّ فِی التَّوْحِیْد

* سکوت رب تعالیٰ کی توحید کے (نور) میں غرق ہونے کا نام ہے۔

خاموشی(سکوت) وہی اچھا ہے جس میں (طالب) ہمیشہ مشاہدہ حضوری میں رہے۔اس قسم کے سکوت والے کو صاحب لاھوت کہتے ہیں۔دراصل سکوت جسم و جان سے نکل کر لامکان میں غرق ہونے کو کہتے ہیں۔جو سکوت اس قسم کا نہ ہو (بلکہ محض زبان بندی ہو)ایسی خاموشی مکاری ہے لوگوں کو رجوع کرنے کے لئے (مکاری کا جال) ہے۔ایسی خاموشی شیطان کا مکر اور نفس امارہ کا فریب ہے۔

عارف باللہ فقیر ولی اللہ کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان سات قسم کے حربے استعمال کرتا ہے۔

پہلا حربہ یہ ہے کہ (عارف باللہ) اپنے کاموں میں مصروف ہو کر (ذکر اللہ چھوڑ دے۔)

دوسرا حربہ یہ ہے کہ (عارف باللہ) اس قسم کی خلوت تنہائی اختیار کر لے جس میں نماز باجماعت اور سنت طریقہ ترک کر دے۔

تیسرا حربہ یہ ہے (عارف باللہ) بہت سی دنیا جمع کرنے کے لئے یہ مکر اختیار کرے کہ میرے پاس جو کچھ بھی جمع پونجی ہے یہ سب کچھ مستحقین درویشوں، فقیروں، بیوہ عورتوں، یتیموں، مسکینوں اور عاجز لوگوں کے لئے ہے۔ میں نے اپنے نفس (اپنی ذات) کے لئے تو کچھ بھی جمع نہیں کیا یہ سب شیطانی حیلہ سازی ہے۔

چوتھا حربہ یہ ہے کہ (عارف باللہ) طالب کو شیطان یہ پڑھاتا ہے کہ تیرا مرتبہ تیرے مرشد سے بھی بلند تر ہے۔ اپنے مرتبہ پر نظر کر اس طرح شیطان اسے کوئی تماشہ دکھا دیتا ہے جس سے وہ (بے یقین ہو کر) مرشد کے (دروازہ) سے مردود ہو جاتا ہے۔

پانچواں حربہ یہ ہے کہ (طالب باللہ) علم اور علماء کے خلاف عمل کرنے لگتا ہے۔

چھٹا حربہ یہ ہے کہ (عارف باللہ کو) "اَنت انا و انا انت" "میں تو ہوں اور تو میں ہے" کا سبق پڑھا دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اب تجھے اسم اللہ ذات (نور) ربوبیت کے تصور کی کیا ضرورت ہے۔ اسم تو نام ہے اور تجھے تو اب مجھے دیکھنے سے ہی کام ہے۔ مگر تصدیق والا طالب

جو اکمل مرشد کا دست بیعت اور صاحب تحقیق ہے جان لیتا ہے کہ یہ سب حربے شیطان علیہ العنت کے ہیں۔ اس لئے وہ (کثرت سے) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّتَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا ورد کرنے لگتا ہے۔ پس اس طرح شیطان کو قتل کر کے اپنے آپ سے دور کر دیتا ہے۔ اس راہ میں صاحب توفیق کامل مرشد چاہیئے۔ جو مرید کی کڑی نگرانی کرنے والا رفیق (راہ) ہو۔ (کامل مرشد کو) ہر حال میں (طالب کے) ظاہر و باطن، اشغال، افعال، اعمال کو خدا تعالیٰ کی سپرد کر کے اپنے آپ کو درمیان میں سے نکال لینا چاہیئے۔

بیت

دنیا کے کام اگر تیری مرضی سے ہونے لگتے
پھر کون ایمان لاتا خدائے کردگار پر

قولہ تعالیٰ:۔ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اسی کا حکم دیتا ہے۔ آدمی کے وجود میں نفس یزید کی مانند اور روح بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی مثل ہے اگر صاحب روح خدا تعالیٰ کے (اشغال) میں مصروف ہو کر ہاتھ میں اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ذکر کی تلوار پکڑ لے تو گویا وہ شب و روز شداد، نمرود، قارون، فرعون اور ہامان علیہ العنت جیسے کافروں کو قتل کر رہا ہے۔ اگر وجود میں نفس زندہ ہے اور مردہ دل خدا تعالیٰ (کے ذکر سے) غافل ہے تو ایسا شخص ہاتھ میں غفلت کی تلوار لے کر گویا کہ پیغمبران عظام کو قتل

کرنے لگتا ہے۔پس اہل نفس یزیدی اور اہل روح بایزیدی ؒ کی مجلس صحیح نہیں ہوتی۔تو اپنے آپ کو کس گروہ سے شمار کرتا ہے۔یزیدی یا بایزیدیؒ معرفت و قرب الٰہی کی اس راہ میں پاؤں کی بجائے سر کے بل چلنا پڑتا ہے۔

ابیات

صاحب سر ہوتا ہے بے سر مدام
وہ سر ہی دوسرا ہے یا حق کلام

خاص کا سر غرق ہمدم باخدا
عام کا سر دوسرا باسر ہوا

گر کہوں سر کیا ہے اے دوست
ایک دفتر چاہئے رقم ہو روز الست

گر خدا سے چاہیے اسرار تُو
غیر حق جو بھی ہے وہ دل سے دھو

پھر ملے گا تجھ کو بھی راز الٰہ
جان و دل میں دم بدم سوز و آہ

اس راہ میں جو درد نہیں رکھتا وہ نامرد ہے معرفت وصال کجائے

نفس، زندگی قلب اور بقائے روح کے احوالات کی شرح یہی ہے۔مطلب یہ کہ ظلمات و غلاظت، روشنی اور باطن کی صفائی ہر ایک میں ایک دوسرے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نعم البدل رکھ دیا ہے۔

قولہ تعالیٰ تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وہ رات کو دن سے نکالتا ہے اور دن کو رات سے نکالتا ہے۔آفتاب اگر تاریکی میں غروب ہوتا ہے تو تاریکی سے ہی باہر نکلتا ہے۔آفتاب کی روشنی سے تاریکی چھٹ جاتی ہے۔اسی طرح نفس کی سیاہی اور تاریکی میں آفتاب روح پوشیدہ نہیں رہتا۔اس لئے سالک کو رسم و راہ منزل کی سب خبر ہوتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ نفسانی بندہ کے سب کام سراسر گناہ ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ غفور ہے (اللہ ہمارے گناہ معاف فرماوے) آدمی پانی کے ایک قطرہ سے پیدا ہوا ہے۔پانی کا یہی قطرہ شہوت بن کر انسان کو اس قدر خراب کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھول کر انسان سے حیوان بن جاتا ہے۔پس ایسے سخت حالات میں کامل مرشد چاہئے۔جو عارفوں کی شہوت کو نور حضور کے شوق میں (تبدیل کر دے)اور قرب الٰہی کی برکت سے شہوت ان کے کنٹرول میں کر دے۔جب تک تو ہوائے (نفسانی) سے قدم باہر نہ نکالے گا عرش تک کیسے پہنچے گا۔

بیت

اگر تجھے بہشت بریں کی آرزو ہے
خواہشات کو چھوڑ کر چلا آ

جس نے بھی خواہشات کو ترک کیا
عارف حق عارف حق وہ ہو گیا

عارف بھی چار قسم کے ہیں۔جو چار قسم کے جسم،چار قسم کی معرفت رکھتے ہیں۔

عارف معرفت ازل

عارف معرفت ابد

عارف دنیا

عارف عقبیٰ

حقیقی عارف کے لئے معرفت کے یہ چاروں مقام حجاب اکبر ہیں۔منتہی عارف کے لئے خاص الخاص معرفت فنا فی اللہ ذات میں غرق ہونا ہے۔وہ (متذکرہ) چاروں قسم کے طبقات کی معرفت کو چھوڑ دیتا ہے۔

بیت

مرد وہ ہے جو ہو جائے غرق نور
نور کو پائیں کہاں اہل غرور

فتنہ و فریاد سے وہ ہمکنار
جھوٹوں کو کیسے ملے یہ شرف یار

مردار دنیا کے ہیں طالب پھر بھی طلب وصال
عارفوں کے درمیان سے ان کتوں کو نکال

باھو ؒ خدا کے لئے ہے عارف نما
معرفت ملتی ہے از(حضور) مصطفیٰ ﷺ

یہ مراتب بھی ان مردان خدا کی تقویت کا باعث ہیں جو نر شیر (قبور کے) شہسوار ہیں۔دنیا کے طلبگار تو کتے ہیں جو معرفت دیدار کے لائق نہیں۔

جان لو! کہ تجرید و تفرید کا مقام صرف اسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جو تہتر کروڑ دس لاکھ اور تین ہزار بلکہ بے شمار مقامات کی سیر ایک شب و روز یا زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ میں کر لے۔کامل مرشد ہر ایک مقام کی سیر ایک دم اور ایک قدم پر باطنی سیر کے طریقہ سے طے کروا دیتا ہے۔جس سے اس کا وجود دونوں جہان میں زندہ ہو جاتا ہے۔یا اسم اللہ ذات کے تصور سے دس لاکھ یا اس کے بدن پر جتنے بال موجود ہیں یا بے حد وحساب نورالٰہی کی صورتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔جن میں سے ہر ایک صورت نور (دریائے توحید نور) میں غرق ہو کر آس میں آمد و رفت کرنے لگتی ہے۔جب وہ معرفت میں محو ہو جاتا ہے تو اس کا وجود پختہ ہو جاتا ہے۔وہ ارشاد کے لائق اور مخلوق کا رہنما بن جاتا ہے۔یہ مراتب مقامات نور ذات کی صورت،تجلیات،علم فقر میں معرفت الٰہی کا ابتدائی قاعدہ یعنی الف با ہے۔جو کوئی علم فقر کے قاعدہ کی ابتدا نہیں جانتا وہ معرفت کی انتہاء سے کیسے واقف ہو سکتا ہے؟جو کوئی اس (ابتدائی قاعدہ خوانی فقر) کو درست کر لیتا ہے تو بعد ازاں وہ خواب یا مراقبہ میں انبیاء اور

ولیاء اللہ کی مجلس کو دیکھتا ہے یا وہ سلطان الفقراء کی مجلس کو دیکھتا ہے جو سر نور ہے۔وہ ہمیشہ کے لئے حضوری مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہو جاتا ہے۔یا اسے ترک و توکل،تسلیم و رضا،توحید،تجرید و تفرید،فنا،بقا،صفا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔جس کی انتہا پر محمد مصطفیٰ ﷺ کی حضوری مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔

تجرید یہ ہے کہ ہر ایک مقام سے مجرد ہو جائے۔نفس و شیطان سے خلاصی پالے۔ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو جائے اور حضوری (حق) حاصل کر لے۔شیطان ملعون کو کیا طاقت ہے کہ وہ منظوری حضوری کے اس مقام پر پہنچ سکے۔

تفرید اسے کہتے ہیں کہ (فقیر) فرد(واحد) بن جائے۔اگر چہ وہ شب و روز لوگوں سے (ملتا رہے)اور عوام سے (گفتگو کلام کرتا رہے) لیکن وہ باطن میں (نور) وحدانیت میں (اس طرح گم رہے) کہ (فرد واحد معلوم ہو)اور فردانیت (غالب رہے)ربوبیت کی ہر راہ قال سے تعلق نہیں رکھتی۔مشاہدہ احوال کی یہ عطا کامل مرشد سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیض و فضل ہے جس کو اللہ تعالیٰ چاہے عطا کر دے۔

قولہ تعالیٰ انک لا تھدی من احببت ولکن اللّٰہ یھدی من یشاء

یا رسول اللہ ﷺ بے شک جس کو آپ ہدایت دینا چاہتے ہیں اس کا ہدایت یافتہ ہونا یا نہ ہونا آپ کی ذمہ داری نہیں (نہ ہی آپ اس کے لئے جواب دہ ہیں) لیکن یہ (اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے) کہ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت بخش دیتا ہے۔

اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَلَااِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی کوشش تو ہماری طرف سے ہے اور اس کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

جب (فقیر) علم فقر معرفت توحید تجرید تفرید سب کچھ حاصل کر لیتا ہے تو اسے ظاہر و باطن میں کسی قسم کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔ذات و صفات کے جملہ احوالات و مقامات اس کے تصرف میں آ جاتے ہیں۔اس کو "جواہر جمیعت" کہتے ہیں۔جواہر جمیعت کے دو نشان ہیں وہ یہ کہ وہ شریعت(کی اتباع) میں ہشیار رہتا ہے۔(دوسرے یہ کہ) باطنی مراقبہ میں وہ اس طرح غرق رہتا ہے کہ گویا ہو وہ مردہ ہے جس سے وہ مشاہدہ ربوبیت،رویت تجلیہ انوار سے مشرف ہو جاتا ہے جو کوئی اس پر شک کرتا ہے۔وہ کافر(ہو کر) جہنم رسید ہوگا۔اگر تو آئے تو (رحمت)کا دروازہ کھلا ہے عارف شہباز کو کہتے ہیں جو طالب دیدار ہوتا ہے۔وہ مردار دنیا سے گریزاں ہوتا ہے کیونکہ دنیا (مردار)کی طلبگار تو گدھ ہوتی ہے۔

ابیات

آنکھ ایسی ہو جو لائق دیدار ہو
وہ آنکھ کیسی جو طالب مردار ہو

اندھا کیسے دیکھے گا (روشن) آفتاب
اندھے کو بس آفتاب صد حجاب

اہل روح بینا ہے اور اہل نفس مادرزاد اندھا ہے۔۔اہل روح مقدس ا

اہل نفس امارہ نجس کی مجلس کبھی درست نہیں ہوتی۔جان لو کہ جہالت سے بد تر اور خوار تر چیز دنیا میں کوئی اور نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ علم عمل کے لئے ہے اور بے عمل علم بانجھ عورت کی مانند ہے جس کو حمل نہیں ہوتا۔یہ یقین ہے کہ چودہ قسم کے علوم کی ابتداء و انتہا کو اپنے قبضہ میں لانا اور صاحب تحصیل عالم ہونا آسان کام ہے ۔لیکن عالم عامل صاحب اطاعت متقی پرہیزگار ہونا بہت مشکل و دشوار ہے۔باطن میں اطاعت گزار ہوشیار بیدار ہونا آسان کام ہے۔لیکن ذاکر اور زندہ دل ہونا بہت دشوار ہے۔خفیہ (ذکر) کو زندہ ذکر کہتے ہیں۔خفیہ ذکر والا شب و روز نفس کو ذکر کی تلوار سے قتل کرتا رہتا ہے۔خفیہ ذاکر ہونا بھی آسان کام ہے لیکن صاحب مذکور جس میں الہام مذکور حضور پروردگار ہونا آسان کام ہے۔لیکن معرفت الٰہی کا (بوجھ) وجود میں برداشت کرنے کا حوصلہ رکھنا بہت مشکل ہے۔مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہونا حضوری (مجلس) میں ملازم ہونا انوار رحمت سے مشرف دیدار ہونا آسان کام ہے۔لیکن ولایت ہدایت محمدی ﷺ میں داخل ہونا ۔خوے بوئے محمدی ﷺ (پیدا کرنا) اور خلق محمدی ﷺ (میں کامل ہونا) ترک توکل تسلیم و رضا محمدی ﷺ (اختیار کرنا) اور فقر محمدی ﷺ کے مجموعہ کو ہاتھ میں لانا بہت مشکل ہے۔بادشاہ ہونا اور ملک سلیمانی کو مشرق تا مغرب ہاتھ میں لانا آسان کام ہے۔ لیکن عدل و احسان کرنا مسلمانوں کے حقوق پورے کرنا بہت مشکل ہے۔ رشد ہونا تو آسان کام ہے لیکن طالب کو اس کے مطلوب معرفت کی انتہا تک پہنچانا نور وحدانیت میں غرق کرنا حضوری مجلس محمدی ﷺ کا حضوری بنانا

بہت مشکل ہے۔طالب ہونا تو آسان کام ہے لیکن اپنے اجتہاد اور اختیار کو مرشد کے سپرد کرکے خود باہر نکل آنا بہت مشکل ہے۔پیر بن کر مرید کے سر کے بال مثل حجام مونڈ لیناتو آسان کام ہے لیکن مرید کے بوقت مشکل (پکارنے) پر (اس کی امداد کے لئے) حاضر ہونا بہت مشکل کام ہے۔طالب ہونا تو آسان کام ہے لیکن اپنے اجتہاد اور اختیار کو مرشد کے سپرد کرکے خود باہر نکل آنا بہت مشکل ہے ۔

الحدیث۔اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ مرید وہ ہے جو اپنا کوئی ارادہ نہ رکھے ۔

قول شیخ۔عِنْدَ الْمُرْشَدُ کَا لْمَیِّتِ بَیْنَ یَدِ الْغَاسِلُ (طالب) مرشد کے ہاتھوں میں ایسا ہوتا ہے جیسا مردہ غسال کے ہاتھوں میں۔مطلب یہ ہے کہ جو کوئی مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہو جاتا ہے سب سے پہلے اس پر چار نظروں کی تاثیر ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی نظر (کی تاثیر سے) اس کے وجود میں صدق وصفا پیدا ہو جاتا ہے اور جھوٹ و منافقت اس کے وجود سے نکل جاتی ہے۔

حضرت عمر خطاب ؓ کی نظر (کی تاثیر سے) اس کے وجود میں عدل اور محاسبہ نفسی پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے وجود سے خطرات (شیطان) اور ہوائے نفسانی دور ہو جاتی ہے۔

حضرت عثمان غنی ؓ کی نظر (کی تاثیر سے) اس کے وجود میں ادب حیا پیدا ہو جاتی ہے اور بے ادبی و بے حیائی اس کے وجود سے نکل جاتی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی نظر (کی تاثیر سے) اس کے وجود میں ہدایت فقر

پیدا ہو جاتا۔ پس اس کے وجود سے جہالت اور حب دنیا دور ہو جاتی ہے۔
بعد ازاں وہ تلقین کے لائق ہو جاتا ہے پھر اس کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دست بیعت فرماتے ہیں۔وہ مرشدی کے مراتب کو پہنچ جاتا ہے۔مرشدی مراتب لَا تَخَفْ تَخَفْ لَا تَحْزَنْ لَا رَجْعَتْ لَا زَوَالْ کے (مراتب)میں (نہ اسے خوف ہوتا ہے نہ حزن نہ رجعت)

جو مرشد (طالب کو)پہلے ہی روز مجلس محمدی ﷺ میں داخل نہیں کرتا۔ اصحاب کبارؓ سے نعمت نہیں دلواتا اور حضرت محمد رسول ﷺ سے دست بیعت نہیں کرواتا اور ایک ساعت میں ہدایت کی ولائت میں بے ریاضت و طاعت تصور اسم اللہ ذات کی حضوری راہ سے نہیں پہنچاتا اس کو کامل مرشد نہیں کہہ سکتے۔

اگر باطن میں مجلس محمدی ﷺ قرب کے یہ اعلیٰ مراتب (نہ ہوتے) حق تعالیٰ سے فنا فی اللہ نہ ہو سکتے تو راہ (باطنی) پر چلنے والے سب لوگ گمراہ ہو جاتے۔(صحیح) باطن وہی ہے کہ (طالب)ظاہر وجود اور باطن میں جو دیکھے وہ نص و حدیث، قرآن مجید شریعت کے مطابق ہونا چاہئے۔(اگر ایسا نہ ہو تو اس کے مطابق بنا لے)جان لے! کہ اگر باطن کی طرف متوجہ ہونے سے تجھے کسی نیک کام یا دینی دنیاوی مہمات کے لئے حکم و اجازت ملے یا کسی کام سے منع کیا جائے تو اس وقت کلمہ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے۔بعد ازاں درود پڑھے پھر لاحول و فاتحہ پڑھ کر اصحابؓ، اولیاء، فقراء، مجتہدین اور باطن صفا درویشوں کی ارواح کو پہنچائے (تاکہ اس کا باطن درست ہو جائے)جس کا

(باطن) اس صفت سے موصوف نہ ہو (اس کا باطن) میں ہر حکم شیاطین اور جنات کی طرف سے ہو گا۔

جان لو! کہ مراقبہ چار چیزوں سے تعلق رکھتا ہے۔جو محض چار میم ہیں۔
اوّل مراقبہ محبت ہے اور مراقبہ محبت سے اسرار پرودگار کے مشاہدات کھلتے یہ مراقبہ تصور اسم اللہ سے کیا جاتا ہے۔
دوم مراقبہ معرفت ہے جس میں توحید الٰہی کا نور نمودار ہو جاتا ہے یہ مراقبہ اسم اللہ ذات کے تصور سے کیا جاتا ہے۔
سیوم مراقبہ معراج الصلوات ہے جس میں دل سے مشاہدہ کھلتا ہے (وجود میں)ذکر جاری ہو جاتا ہے۔فرحت بخش ذوق الٰہی پیدا ہو جاتا ہے ہر بال زبان کھول کر یا اللہ کہنے لگتا ہے۔یہ مراقبہ اسم لِلّٰہ کے تصور سے کیا جاتا ہے۔
چہارم مراقبہ مجموعۃ الوجود ہے جس میں سر تا قدم ہفت اندام نور نو اور کے مشاہدہ میں (محو) ہو کر نفس و شیطان پر غالب و قدور ہو جاتے ہیں۔ایسا صاحب مراقبہ جب تک ہر ایک مجلس انبیاء و اولیاء میں ملاقات نہ کر لے مراقبہ سے باہر نہیں نکلتا۔اگر چہ باطن میں مراقب ہو کر وہ ستر سال کے لئے نظروں سے پوشیدہ رہے اور ہزار بار ایسا مراقبہ کرے تو (ظاہر)میں لحظہ بھر یا ایک بات کرنے جتنا وقت لگتا ہے۔ایسے صاحب مراقبہ کے ہفت اندام ذکر اللہ مذکور سے صورت ظاہری اختیار کر کے باہر نکل آتے ہیں۔جب صاحب مراقبہ با خبر ہوتا ہے تو ان میں سے ہر صورت دوبارہ وجود میں داخل ہو جاتی ہے۔یہ مراقبہ اسم ھُو کے تصور سے کیا جاتا ہے۔

اسم ھُو(کے مراقبہ سے)چار منتہی ذکر کھلتے ہیں جنہیں محض غرق نور حضور کہتے ہیں۔

اول ذکر حالی جو مرد کامل (طالب کے وجود) میں فکر سے کھول دیتا ہے۔

دوم ذکر سلطانی جس سے (طالب)ہوائے نفسانی سے نکل آتا ہے۔

سیوم ذکر قربانی جس سے (طالب) خطرات شیطانی سے خلاصی پالیتا ہے۔

چہارم ذکر خفیہ ہمیشہ خاص مجلس محمدی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔جو کوئی ایسا ذکر نہیں رکھتا اس کا مراقبہ مردود اور طالب مردار ہوتا ہے۔ دنیا کے خطرات میں مبتلا سیاہ دل ہوتا ہے۔

اہل دنیا کو ہرگز قرب اللہ حاصل نہیں ہوتا اگرچہ وہ دنیا میں عزوجاہ رکھتا ہو۔صاحب روزہ خانقاہ ہو جس کی نظر آخرت عظیم پر ہو۔وہ نفس دنیا شیطان رجیم سے فارغ ہو جاتا ہے۔ایسا شخص صاحب وصف کریم ہوتا ہے۔اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

جان لو! کہ علم انجیل و علم زبور و علم توریت و علم قرآن مجید و علم حدیث قدسی و علم حدیث نبوی ﷺ و علم ایمان مجمل و مفصل و علم سبحان ذی الملک و الملوت تا ختم روح او علم سبحان اللہ تا ختم باللہ العلی العظیم و علم کلمہ طیب لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے نور ہدایت حاصل کرنا "اقرار" باللسان تصدیق بالقلب زبانی اقرار اور تصدیق قلبی سے تعلق رکھتا ہے۔علم جفر

سے دائرہ کھینچنا اور علم و ارادہ سے فتوحات غیبی حاصل کرنا محض محمد رسول اللہ ﷺ کی رفاقت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔جس میں قدرت الٰہی سے شہ رگ سے نزدیک تر الہام ہونے لگتا ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ کے (طریقہ) میں مذکور حضور نورانوار کی تجلیات(سے سوال کا جواب ملنا)موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جواب باصواب سے بڑھ کر ہے۔جس میں وہ مذکور سے مع اللہ ہوجاتا ہے اور یہی علم ہدایت کا مجموعہ ہے۔

ابلیس علیہ اللعنت کا کونسا علم فائق ہے جس کی قوت سے وہ علماء فضلا،فقیروں،درویشوں،عارفوں،واصلوں پر غالب آجاتا ہے۔مصنف (باھُو ؒ) فرماتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ شیطان (روزانہ) ستر بار آدمی کے وجود میں داخل ہوتا ہے اور انسان کے وجود کے ہر بال میں اس کا راستہ ہے۔جب شیطان کسی مردہ دل طالب دنیا کے وجود میں داخل ہوتا ہے تو اس کے نفس امارہ کو دنیا کی طمع کا علم سکھاتا ہے۔ طمع کے اندر خناس،خرطوم،وسوسہ،خطرات زندہ ہوجاتے ہیں۔اس علم سے وہ لوگوں پہ غالب آجاتا ہے اور وہ اس شیطانی علم کے تابع ہو جاتے ہیں۔پس (طالب)کو حرص اور طمع سے باہر نکلنا چاہئے کیونکہ شیطان کے پاس طمع کی چابی ہے۔تین قسم کے لوگوں کے وجود اندر شیطان داخل نہیں ہو سکتا۔

اول وہ شخص جو کلمہ شہادت اور کلمہ طیب لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبانی اور تصدیق قلبی سے پڑھتا ہے اور اسے صورت نور ایمان حاصل ہوتی ہے۔

دوم وہ شخص جس کے دل پر اسم اللہ ذات کا تصور (سکونت پکڑ لیتا ہے) جس کے شعلہ نور سے شیطان جل جاتا ہے۔

سیوم وہ شخص جو لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھتا رہتا ہے۔دو قسم کے لوگ اور بھی ہیں جو مع اللہ باخلاص ہیں وہ شیطانی علم اور مکر سے خلاصی پا چکے ہیں

ایک علمائے عامل

دوسرے فقرائے کامل

قولہ تعالیٰ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں۔

او دوسرے لوگ جو دنیا اور طلب دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں۔وہ شیطٰن کی گنتی میں ہیں۔اس طرح کہ وہ ایک ایک کو اپنے گروہ میں شمار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ۔اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔اے نسل آدم کیا میں نے تم سے یہ عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کی عبادت (پیروی نہ کرنا) وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حدیث۔قال علیہ السلام شَیْطَانُ الْاِنْسِ اَشَدُّ مِنَ الشَّیْطَانِ الْجِنِّ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا شیطان آدمی شیطان جن سے بڑھ کر (نقصان پہنچاتا ہے) جب حاسد اپنے حسد سے شر پھیلاتا ہے۔

تمت بالخیر

شرح در شرح کلید التوحید (خورد)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوٰتُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

قَوْلُهٗ تَعَالٰی - وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔تمہارا الٰہ تو بس ایک ہی ہے۔

توحید کیا ہے؟

علماء کے نزدیک توحید سے مراد خدا تعالیٰ کو ایک ماننا اس کی عبادت کرنا۔کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانا اور اسی سے مدد مانگنا ہے۔

وحدت الوجود کے قائل صوفیا کے نزدیک توحید سے مراد ایک ایسی وحدت ہے۔جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات نے درجہ بدرجہ مختلف عالموں میں نزول فرمایا ہے۔وہ کہتے ہیں در حقیقت ہر شے اللہ تعالیٰ ہی ہے۔۔صرف وحدت سے کثرت میں ظاہر ہونے کے باعث ہر شے کا نام اور صورت مختلف ہو گئی ہے۔ان کے نزدیک سب سے بڑا راز یہی جان لینا ہے کہ بندہ ہی دراصل اللہ ہے۔

وحدت الشہود کے نظریہ وحدت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ہے۔یہ اس ذات کے شایان شایان نہیں کہ وہ مختلف صورتیں اختیار کرے۔وہ خالق ہے اور باقی سب مخلوق اور کائنات عالم کی ہر شے وجود باری تعالیٰ کی گواہی دے رہی ہے۔تصوف صرف تزکیہ نفس کا نام ہے۔باطنی اعمال مراقبہ۔مکاشفہ۔مشاہدات سے اللہ تعالیٰ کی پہچان ممکن نہیں۔

وحدت المقصود سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ وحدت ہے۔جو علم و عمل اور اخلاص تینوں پر محیط ہے۔ اس کے چند بنیادی نقاط یہ ہیں -

اللہ تعالیٰ خالق ہے باقی سب مخلوق۔

روح بھی مخلوق ہے -کافر کی روح کافراور مومن کی روح مومن ہوتی ہے۔حدیث قدسی کُنْتُ کَنْزاً کے مطابق لاتعین ذات نے اپنی ذات میں چار جلووں میں ظہور فرمایا اَللّٰہ ۔ لِلّٰہ ۔ لَہٗ ۔ ھُوْ یہ چاروں جلوے وحدت کا ظہور ہیں۔جسے نور احدی کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور احمدی ﷺ کو پیدا فرمایا۔جس سے خالق و مخلوق کا تعلق پیدا ہوا۔سلطان العارفین نور احمدی ﷺ کی تخلیق کے عمل کو نقاب میم احمدی پوشیدہ صورت احمدی گرفت" کہتے ہیں۔کیونکہ اگر نور احدی کے جلوہ ثانی سے نور احمدی ﷺ پیدا ہوتا تواحدیت ختم ہو کر اثنیت (دوئی) پیدا ہو جاتی - یوم ازل روز الست جملہ ارواح سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار لیا گیا۔اسم رب کے نور کی تجلی جب روحوں پر ہوئی تو روحوں میں نور ربوبیت جذب ہو گیا وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ وہ تمہارے نفسوں کی اندر موجود ہے تم اسے دیکھتے کیوں نہیں؟ کے حکم میں اسی نور ربوبیت کا دیدار کیا جاتا ہے۔

انسانی وجود اسرار کا مجموعہ ہے۔تزکیہ نفس سے وہ قلب کی صورت اختیار کر لیتا ہے -قلب روح کی صورت اور روح سر کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔جب چاروں ایک ہو جاتے ہیں تو وجود میں سر وحدت سبحانی اور نور توحید

جلوہ گر ہو جاتا ہے۔توحید سے مراد اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے نور میں اس طرح اور اس قدر گم ہو جاتا ہے کہ نہ دنیا یاد رہے نہ عقبیٰ۔

نور توحید میں استغراق سے اس کی وہ حالت ہو جائے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے۔اس حال کو سلطان العارفین ہمہ اوست در مغز و پوست کہتے ہیں۔

فقیر یہ سب مقامات حاصل بھی کر لے تو بھی اس پر فرض ہے کہ سر مو شریعت کے احکامات کی پابندی سے انحراف نہ کرے۔اور ہمیشہ حضور پاک ﷺ کی سنت کی اتباع کرتا رہے۔اور باطن میں حضور پاک ﷺ کی حضوری مجلس میں حاضر رہے۔

سائنس کی نگاہ میں وحدت سے مراد ہر شے کی حقیقت کا ایک ہونا ہے جیسا کہ ہر چیز کو مادہ سے پیدا کیا گیا ہے

ع حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

سائنسدان کائنات عالم میں وحدت عمل کا مشاہدہ کر چکے ہیں -انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ جو وحدت عمل ایک ذرہ میں موجود ہے۔وہی سورج 'چاند' ستاروں 'کہکشاؤں میں موجود ہے - لیکن افسوس وہ اس وحدت عمل کو دیکھ کر

بھی یہ نتیجہ اخذ کرنے میں ناکام رہے کہ اس وحدت کو پیدا کرنے اور کنٹرول کرنے والی ہستی کس کی ہے؟ غور فرمائیں وہی تو اللّٰہ ہے۔

زندگی کو ایک یونٹ مان کر اللّٰہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے کو توحید کہتے ہیں۔ اس طرح توحید ہمہ جہتی ہے۔توحید الوہیت،توحید ربوبیت،توحید قوامیت،توحید حاکمیت،توحید مقدر،شریعت،توحید نہج حیات وغیرہ۔

توحید کے تین مقامات ہیں۔

1توحید قال

2-توحید افعال و اعمال

3-توحید وصال

توحید قال

قولہ تعالیٰ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔یا رسول اللّٰہ ﷺ کہہ دیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ (اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے)۔اللّٰہ تعالیٰ اپنی ذات میں تو یکتا اور بے مثل ہے ہی وہ اپنی صفات میں بھی یکتا و بے مثل ہے

ہم لغوی معنی میں کسی کو رازق کہہ سکتے ہیں۔لیکن خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ اسی کی ذات ہے۔

ہم لغوی معنی میں کسی کو خالق کہہ سکتے ہیں۔لیکن اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وہی ہے

ہم لغوی معنی میں کسی کو مالک کہہ سکتے ہیں لیکن مَالِكُ الْمُلْكِ وہی ہے۔

ہم لغوی معنی میں کسی کو غفور کہہ سکتے ہیں۔یعنی معاف کرنے والا لیکن

غَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وہی ہے۔

ہم لغوی معنی میں کسی کو حی "یعنی زندہ کہہ سکتے ہیں۔لیکن حَيٌّ و قَيُّوْمُ ہمیشہ زندہ رہنے اور قائم رہنے والا وہی ہے۔

ہم لغوی معنی میں کسی کو "بدیع" منتظم کہہ سکتے ہیں۔لیکن بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یعنی زمین و آسمان کا منتظم وہی ہے۔

ہم لغوی معنی میں کسی کو غنی کہہ سکتے ہیں۔لیکن غَنِيُّ الْعَالَمِيْن وہی ہے۔

ہم لغوی معنی میں کسی کو "رب"یعنی پالنے والا کہہ سکتے ہیں۔لیکن رَبُّ الْعَالَمِيْن یعنی سب جہانوں کا پالنے والا وہی ہے

پس معلوم ہوا کہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اس کی صفات بھی ذاتی ہیں۔اور بندوں کو جو کچھ بھی صفات سے حصہ ملا ہے وہ عطائے الہٰی ہے۔

توحید قال کا تعلق مقامہ سے ہے۔جو حسب ذیل ہیں۔

اول یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ ہی الٰہ واحد ہے۔اور سجدہ کی عبادت اسی کے لئے خاص ہے۔

دوم یہ کہ وہ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرانا ظلم عظیم ہے۔

سوم یہ کہ اسی کی عبادت کی جائے اور اسی سے مدد طلب کی جائے

تمام پیغمبر ان مقام بنیادی طور پر ایک ہی کلمہ کی تبلیغ کے لئے دنیا میں تشریف لائے۔لا الٰہ الا اللّٰہ۔

پیغمبران عظام کا اللہ۔ اسرائیلی قوم کا ایل۔ عیسیٰ علیہ السلام کا ایلی اور عربی زبان کا اللّٰھمیہ سب اسماء مختلف زبانوں میں اسم الٰہی ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے اپنے ایک بڑے بت کا نام اسم اللہ سے اخذ کر کے اللات رکھ چھوڑا تھا۔

شیطان جس نے آدم اور اولاد آدم کو گمراہ کرنے اور انھیں جہنم رسید کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس نے سب سے پہلے جنت کے مکین آدم و حوا کو اپنی عیاری کا شکار بنایا۔ اور آدم و حوا کو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں شجر ممنوعہ چکھنے سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ

1۔ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ۔

2۔ کہیں تم ہمیشہ کی زندگی پانے والے نہ بن جاؤ۔ اور اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم کھائی۔ جس پر انہوں نے شجر ممنوعہ کو چکھ لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت سے زمین پر اتار دیا۔

اولاد آدم کو یہ نصیحت بھی کی گئی تھی کہ وہ زمین پر فساد نہ پھیلائیں۔ شیطان کی پیروی اور عبادت نہ کریں۔ یہ کہ وہ نسل انسانی کا کھلا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ دنیا میں میرے پیغمبر میری کتابیں میرا پیغام لے کر آئیں گے۔ جو کوئی ان کی پیروی کرے گا۔ ان کا ساتھ دے گا۔ وہی لوگ دنیا و آخرت میں کامیاب ٹھہرائے جائیں گے۔

بت پرستی

آدم علیہ السلام کے بعد ایک ہزار سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ نوح علیہ

السلام کے زمانے تک قوم نوح جو اس وقت تک دنیا میں واحد انسانی آبادی تھی۔ وہاں شیطان کے پیرو کاروں نے پانچ بڑے بڑے بت بنالئے، جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ ان کو سجدہ کرتے اور ان کے آگے قربانی پیش کرتے اور پکار پکار کر ان سے مدد مانگتے۔ اور جب نوح علیہ السلام ان کو خدائے واحد کی عبادت اور اس پر ایمان لانے کو کہتے تو وہ جواب دیتے اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا" (آیت 22-21 سورت نوح) جب لوگوں نے نصیحت کو نہ مانا تو نوح علیہ السلام نے خدا سے عرض کی پروردگار میں اپنی قوم کو دن رات بلاتا رہا لیکن میرے بلانے سے وہ اور زیادہ گریز کرتے رہے۔ جب بھی میں نے ان کو بلایا کہ توبہ کریں اور تو ان کو معاف فرمادے۔ تو انہوں نے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ اور کپڑے اوڑھ لئے اور اڑ گئے اور اکڑ بیٹھے" (7تا5 سورت نوح)۔ پھر نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ میرے پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر زندہ نہ رہنے دے (26 نوح) اس طرح کافروں کو پانی کے طوفان میں غرق کر دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے والدین آپ پر ایمان لانے والے مردوں اور عورتوں کو بچا لیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے چار بیٹے سام۔ یافث۔ ہام اور کنعان تھے۔ پہلے تین بیٹوں سے نسل انسانی پھلی پھولی۔ چوتھا بیٹا کنعان نافرمان تھا۔ پانی کے طوفان میں غرق ہوا۔

یافث کی نسل ایشیا میں، سام کی نسل عرب میں اور حام کی نسل افریقہ میں آباد ہوئی۔ جن کے رنگ جغرافیائی اور موسمی تغیرات کی وجہ سے ایک

دوسرے سے مختلف ہو گئے۔

اقوام عالم میں بت پرستی کا رواج عام رہا ہے۔ دنیا میں اپنے آپ کو مہذب کہلوانے والی قومیں بت پرستی پر فخر کرتی رہی ہیں۔ مصر۔روم ۔یونان میں بت پرستی عروج پر تھی۔ صنم کدوں میں سونے چاندی ہیرے جواہرات کے ڈھیر لگا دیئے جاتے۔ بتوں کو راضی کرنے کے لئے ان کے آگے انسانوں کی قربانی دی جاتی۔ مصائب میں ان سے مدد مانگی جاتی۔ یہ کیسی جہالت اور بیوقوفی ہے کہ ہم مٹی پتھروں سے ایک بت بناتے ہیں جو اتنا بیکس و عاجز ہے کہ اپنے منہ پر بیٹھی ہوئی مکھی تک اڑانے سے قاصر ہے۔ اسے اپنا اللہ مان کر اس کے سامنے قربانیاں دینے لگتے ہیں۔ اس مجبور محض سے امداد مانگنے لگتے ہیں ۔ وہ تو پتھر کا ایک ٹکڑا ہے جو نہ تو سن سکتا ہے نہ بول سکتا ہے۔ یہ تو کاریگر کے ہاتھ کا مال ہے جس نے ایک پتھر کے ٹکڑے کو ایک صورت دے کر بت بنا دیا۔ ورنہ اگر وہ کاریگر چاہتا تو اسی پتھر کے ٹکڑے کو تراش کر ایک ہاتھی بنا دیتا۔ جسے کھلونا سمجھ کر بچے اس پر سواری کیا کرتے۔

نوح علیہ السلام کے بعد قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام مبعوث فرمائے گئے یہ قوم عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کی نسل سے تھی۔ وہ بڑے قد آور شہ زور تھے۔ جزیرہ عرب کے جنوب میں واقع احقاف یعنی ریتلے ٹیلے ان کے مساکن تھے۔ وہ بھی بت پرست تھے۔ ان کے مشہور بت صدیٰ، ہزا اور ہباد تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو جب الہ واحد کی

پرستش کی طرف بلایا تو انہوں نے جواب دیا۔ "اے ہودؑ تو ہمارے پاس کوئی معجزہ نہیں لایا اور ہم تیرے کہنے سے اپنے خداؤں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور ہم تجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ ہمارا تو خیال ہے کہ ہمارے کسی خدا نے تجھے برائی کے ساتھ چھوا ہے۔" (سورۃ ہود)

پس اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کو بتدریج پکڑ لیا۔ پہلے تین سال قحط سالی کا شکار رہے۔ جب اس اتمام حجت پر بھی توبہ نہ کی اور اپنے گناہوں پر شرمندہ نہ ہوئے تو ایک بادل پیدا ہوا۔ اور ہوا کا طوفان ایک زبردست آندھی چلنے لگی جس نے مکانوں کی چھتیں اڑا دیں۔ درخت جڑوں سے اکھڑ کر دور جا گرے۔ غرض کہ جو کچھ اس طوفانی ہوا کے سامنے آیا تس نہس ہو گیا۔ گرد باد انسانوں کو اٹھا لیتے اور کئی کئی میل اوپر جا کر نیچے پھینک دیتے۔ اس طرح قوم عاد اپنے انجام کو پہنچ گئی۔

قوم ثمود جزیرہ عرب کے شمال میں الحجر کے علاقہ میں آباد تھی۔ یہ علاقہ تبوک اور مدینہ کے درمیان واقع تھا۔ یہ لوگ ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح کی نسل میں سے تھی۔ وہ لوگ زور آور مضبوط اور مالدار تھے۔ وہ بھی بت پرست تھے۔ پہاڑ کاٹ کر عجیب و غریب خوبصورت مکان بناتے تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ قوم نے خدائے واحد پر ایمان لانے سے انکار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نشانی اونٹنی کی کونچیں کاٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔ ایک ہولناک زلزلہ اور خوفناک دھماکہ کی آواز نے پوری قوم کو نیست و نابود کر دیا۔

عراق اور فلسطین کے گرد و نواح میں نمرود کی حکومت تھی۔وہ بڑا ظالم اور جابر بادشاہ تھا۔اس کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے دعوت دینے کے لئے مبعوث فرمایا گیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تخمیناً" دو ہزار سال پہلے عراق میں پیدا ہوئے۔آپ نے شام، یروشلم، مصر اور عرب میں تبلیغ کے لئے سیاحت کی۔عراق میں بت پرستی کا زور تھا اور ملک میں چاروں طرف بڑے بڑے بت خانے پائے جاتے تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا آذر بہت بڑے بت تراش تھے۔حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا۔یاد رہے کہ حضور پاک ﷺ کے آباؤ اجداد میں کوئی شخص مشرک یا کافر نہ تھا۔ایک تہوار کے موقع پر جب لوگوں نے آپ کو اس میں شمولیت کی دعوت دی تو ابراہیم نے اس کام سے بیزار ہوں یعنی بیمار ہوں کہہ کر معذرت کر لی۔اور جب لوگ میلے ٹھیلے میں مصروف ہو گئے تو آپ کلہاڑا لے کر سب سے بڑے بت خانے میں داخل ہو گئے اور بتوں کے کان ناک کاٹ ڈالے اور کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔گویا کہ اسی نے یہ سارا کام کیا ہے۔جب وہ لوگ واپس لوٹے اور انہوں نے اپنے بتوں کی یہ درگت دیکھی تو انہوں نے حضرت ابراہیم کو گھیر لیا اور بت خانے میں لاکر آپ سے پوچھا کہ انہوں نے ان کی خداؤں کی یہ بے حرمتی کیوں کی ہے؟حضرت ابراہیم نے بڑے بت کی طرف اشارہ کر کے کہا اس بڑے بت سے پوچھیں۔لوگوں نے فوراً" جواب دیا وہ نہ تو بول سکتا ہے اور نہ ہی حرکت کر سکتا ہے۔وہ ایسا کام کیسے کر سکتا ہے؟آپ نے اس جواب پر وہ خود ہی شرمندہ

ہو گئے اور انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو چھوڑ دیا۔اس طرح ابراہیمؑ دو مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اول یہ کہ بت پرستوں کے درمیان بحث چل نکلی کہ بت بے ثبات اور کمزور مخلوق ہیں جو کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچانے کے اہل نہیں۔

دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کو گرفتار کر کے براہ راست نمرود کے دربار میں پیش کر دیا گیا۔اس طرح آپ کو نمرود اور اس کے درباریوں تک خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا موقع مل گیا جو کسی دوسری طرح ممکن نہ تھا۔

مصری زبان میں "رع" سورج کو کہتے ہیں اور فرعون سورج کے اوتار کو کہتے ہیں مصر میں رعمیس فرعون کی حکومت تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اندازاً ۱۵۷۰ برس پہلے موسیٰ علیہ السلام دنیا میں فرعون کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ایران میں اس وقت منوچہر حکمران تھا۔فراعین مصر نے بنی اسرائیل قوم کو غلام بنا رکھا تھا۔ان کے لڑکوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کروا دیتے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھا جاتا جنہیں جوان ہونے پر اپنی لونڈیاں بنا لیتے فرعون اور اس کی قوم دریائے نیل میں غرق ہو کر جہنم واصل ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو غلامی کی زنجیروں سے آزادی بخشی۔ان کو فلسطین جیسا ملک عطا کیا۔ان پر من و سلویٰ اتارا۔کڑکتی دھوپ میں ان کے لئے بادل کا سایہ مہیا کیا۔تپتے صحرا میں ان کے پینے کے لئے پانی کے بارہ چشمے جاری کئے۔لیکن اس قوم نے سامری کے کہنے پر بچھڑے کا بت بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں قوم سباء جس پر ملکہ بلقیس

حکمران تھی سورج کی پوجا کرتی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لا کر توحید پرستوں میں داخل ہو گئی۔

ہندوستان شروع ہی سے بت پرستی کا گڑھ رہا ہے۔ آج بھی مجموعی طور پر ہندو قوم ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا کر رہی ہے۔ جگہ جگہ بت خانے مندروں کی شکل میں موجود ہیں۔ ہاتھی، لنگور، بندر، چوہا، سانپ تک کو سجدہ کرتے ہیں۔ برہما، شیو، وشنو ان کے دیوتا ہیں، پاربتی ماں رحمت و برکت اور کالی دیوی قہر کی دیوی ہے۔ کالی دیوی کے بت کے سامنے انسانوں کی بھینٹ دی جاتی ہے اور خفیہ طور پر یہ رسم آج بھی جاری ہے۔ سترھویں صدی عیسوی میں سومنات جسے آج کل دوارکا کہتے ہیں میں سومنات کا معلق بت موجود تھا۔ جسے محمود غزنوی نے حملہ کرکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بت فروش کی بجائے بت شکن کہلایا۔ عرب بھی بت پرستی میں مبتلا ہو چکے تھے۔ لات، منات، ہبل، عزیٰ ان کے بڑے بڑے بت تھے۔ جن کو وہ سجدہ کرتے ان کے نام کی نذریں مانتے، ان کے سامنے قربانیاں دیتے۔ بعض توحید کے دعویٰ دار بھی ان بتوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا سفارشی خیال کرتے۔ حد تو یہ تھی کہ کعبتہ اللہ جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدمؑ نے رکھی تھی اور جس کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بیٹے اسماعیلؑ نے کی تھی۔ جسے بیت اللہ کہا جاتا ہے کہ اندر سال کے دنوں کی نسبت سے تین سو ساٹھ بت رکھے گئے تھے۔ کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کیا جاتا جس میں عورت و مرد کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ حتیٰ کہ مکہ میں حضور پاک ﷺ کو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث

فرمایا گیا اور بت خانے توڑ دئے گئے۔

باطنی بت خانہ

یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے" خواہشات کے یہ چار بڑے بت اور ہزاروں چھوٹے چھوٹی خواہشیں ہمارے لاشعور میں موجود ہیں۔ بتوں کے تو ہم پجاری ہیں اور چھوٹی خواہشات کو تصور خیال سے پورا کرتے رہتے ہیں۔ چار بڑے بت یہ ہیں۔

i۔ **علم و فضیلت کا بت**

الحدیث العلم حجاب الاکبر

علم کا حجاب سب سے بڑا حجاب ہے۔

حجاب کی بھی تین قسمیں ہیں۔

i جہالت کا حجاب جو مرشد کی نگاہ سے ٹوٹ جاتا ہے۔

ii۔ علم کا حجاب بہت بڑا حجاب ہے۔ یہ ایک ایسا گرداب ہے جس میں پھنس کر عالم فاضل لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ یا اللہ میں تجھ سے جاہل عالم سے پناہ مانگتا ہوں۔ صحابہ ؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جاہل بھی اور عالم بھی۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ ہاں وہ عالم جو دل کا جاہل ہے اس قسم کے حجاب کو دور کرنے کا وسیلہ اولیاء اللہ کی مجلس ہے سلطان

العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجلس معراج لقاءاللہ اپنے وقت پر موقوف ہے خواہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ جیسا مرید ہی کیوں نہ ہو۔

iii- آخری حجاب کبر ہے۔یہ شیطانی حجاب ہے۔جس میں کوئی شخص اپنے آپکو دوسروں سے برتر خیال کرنے لگتا ہے۔بعض ناقص پیروں کے مرید اپنے آپ کو اپنے پیر سے بڑھ کر سمجھنے لگتے ہیں۔ "اَنَاْ خَیْرٌ مِّنْہُ"تو شیطان کا نعرہ ہے۔حجاب اکبر استغفار کی کثرت اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی دور ہوتا ہے۔

لذات کا بت

زبان کا چسکہ کھانے پینے کی لذت آپ کسی دعوت میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ لوگ کھانے اور گوشت پر اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے وہ صدیوں سے بھوکے ہوں۔اور یہ ان کا آخری کھانا ہو۔بلکہ بعض لوگوں کا نفس تو کھانا شروع ہونے سے پہلے ہی مکھیوں کی طرح بھنبھنانے لگتا ہے۔ اور جسمانی بیماریوں کے ساتھ غفلت۔لالچ جیسی روحانی بیماریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔جس طرح آئینے پر اگر کوئی مرغن چیز سالن کا ایک قطرہ مل دیا جائے تو اس میں چہرہ نظر نہیں آتا۔اسی طرح مرغن کھانا کھانے والوں کے دل کا آئینہ دھندلا ہو جاتا ہے اللہ کے بندوں کے لئے فاقہ کی رات ہی روحانی معراج کی رات ہوتی ہے۔یاد رکھیں موت کا شکار زیادہ تر وہی لوگ ہوتے ہیں جو کھانا ضرورت سے زیادہ کھاتے ہیں۔ہمارے سامنے رسول پاک ﷺ اہلبیت علی مرتضیٰ اور اصحاب کبارؓ کی زندگی کا نمونہ موجود ہے۔سادہ خوراک "قوت لایموت" اور

بس۔

شہوات کا بت

بعض لوگ اپنی شہوات کے دیوانے اور خدا تعالیٰ سے بیگانے ہوتے ہیں ایسے لوگ اپنی ناپاک خواہشات کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی حدود اور اعتدال کی راہ کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا عورتیں ہمارے لئے شیطان کی آلہ کار ہیں۔دنیا میں فساد کے تین بڑے ذرائع میں سے ایک زن" ہے۔اللہ تعالےٰ کے نزدیک نیک بندے صرف اپنے حقوق کی بجا آوری اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے۔بقائے نسل کے لئے متمتع ہوتے ہیں۔کامل مرشد اپنے مرید کی شدت شہوات کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں تبدیل کر دیتا ہے۔

حکومت کرنے کی خواہش کا بت

دنیا میں ہر شخص دوسرے لوگوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے علماء یہ چاہتے ہیں کہ وہ علم و فضیلت کے زور پر لوگوں پر حکومت کریں پیر کی خواہش ہے کہ اس کے لاکھوں مرید ہوں جن پر وہ حکومت کرے۔دولت مند اپنی دولت کے بل بوتے پر لوگوں پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے۔ایک بدمعاش داداگیری سے اہل محلہ پر دہشت پھیلا کر ان پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔غرضیکہ ہر شخص کسی نہ کسی رنگ میں دوسروں پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔جس سے وجود میں تکبر و زور پیدا ہو جاتا ہے۔ جبکہ عباد الرحمٰن کی شان یہ ہے کہ۔

"جب وہ زمین پر چلتے ہیں تو نہایت آہستہ روی سے چلتے ہیں۔اور جب وہ

قبل اسلام شیطان نے لوگوں میں یہ بات پھیلادی تھی کہ نیک لوگ ہی سب کچھ ہیں۔لہٰذاان کی وفات کے بعد ان کے بت بنا کر ان کی پوجا کرنا چاہئے۔جس پر دنیا میں ہر طرف بت ہی بت نظر آ رہے تھے۔جب اسلام کا عروج ہوا تو دنیا میں بڑے بڑے بت خانے برباد کر دیئے گئے اور توحید کا علم بلند کیا گیا۔

اب شیطان نے توحید کے نام پر دوسرا حربہ استعمال کیا کہ اولیاءاللہ کچھ بھی نہیں ہوتے۔ان کی محبت اور تعظیم ،ان کی قبر پر جانا توحید کے منافی ہے اور غیراللہ کی عبادت جیسا عمل ہے

سورۃ یونس:

"بیشک تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا عرش پر۔وہ ہر کام کی(مناسب) تدبیر فرماتا ہے۔(اسکی بارگاہ)میں کوئی نہیں شفاعت کرنے والا مگراس کی اجازت کے بغیر۔یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا پروردگار ہے۔سو عبادت کرو اسی کی تو کیا تم غور و فکر نہیں کرتے؟" مشرکین تو مٹی اور پتھر کے بتوں کی پوجا کرتے اندھے بہرے۔بے بس۔بے اختیاربتوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارشی خیال کرتے تھے۔موجودہ دور میں جدید تعلیم یافتہ ایسے منکرین بھی موجود ہیں جنکا نظریہ یہ ہے کہ ہرشے کو مادہ سے بنایا گیا ہے۔مادے کاخالق اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اب وہ اپنے کام مکمل کر کے فارغ ہو گیا ہے اور اس کائنات پر اس کا کوئی تصرف کوئی کنٹرول کوئی اختیار نہیں ہے

جاہلوں سے ہمکلام ہوتے ہیں تو سلام کہتے ہوئے گزر جاتے ہیں" وہ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" کا نمونہ ہوتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی طرح جب تک اپنے وجود میں چار پرندے ذبح نہ کرے،طالب کے حجاب دور نہیں ہو سکتے۔

1-شہوت کا مرغ 2-حرص کا کوا

3-زیب و زینت کا مور 4-خواہشات کا کبوتر

شیطانی بت خانہ

دنیا میں بعض جگہ لوگوں نے خفیہ مقامات پر شیطان کے معبد بنا رکھے ہیں ۔جہاں وہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں۔اس کے نام کی قربانیاں دیتے ہی اور اس سے استمداد طلب کرتے ہیں۔جب کہ اللہ تعالیٰ نے نسل آدم کو حکم دیا ہے کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا' وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

بزرگان دین کو خدا کا مرتبہ دے کران کی عبادت کرنا۔

عیسائیوں نے عیسیٰؑ کو اور یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کواللہ کا بیٹا قراردے کران کی عبادت شروع کر رکھی ہے۔مشرکین کی ایک جماعت کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔بعض لوگ مظاہر قدرت سورج چاند کی بھی پوجا کرتے تھےایران میں آگ کی پوجا کی جاتی تھی۔۔صدیوں تک آتشکدہ ایران کی آگ کو بجھنے نہیں دیا گیا۔اسلام کی آمد ،ایران کی فتح سے اس آتشکدہ کی آگ بھی بجھادی گئی

شیطانی حیلہ

"اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور عطا کیا اور مقرر کیں اس کے لئے منزلیں۔ تاکہ تم جان لو گنتی برسوں کی اور حساب" (سورۃ یونس)

"اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہمیں پکارتا ہے۔ لیٹا ہوا یا بیٹھا ہوا کھڑا ہوا پھر جب ہم دور کر دیتے ہیں اس سے اس کی تکلیف تو چل دیتا ہے جیسا اس نے ہمیں (کبھی) پکارا ہی نہیں تھا کسی تکلیف میں جو اسے کبھی پہنچی تھی" (سورت یونس) "وہی ہے جو سیر کراتا ہے تمہیں خشک زمین اور سمندر میں۔ یہاں تک کہ جو تم سوار ہوتے ہو کشتیوں میں اور وہ چلنے لگتی ہیں مسافروں کو لیکر موافق ہوا کی وجہ سے اور وہ مسرور ہوتے ہیں اس سے (تو اچانک) آلیتی ہے انہیں تند و تیز ہوا اور آلیتی ہیں موجیں انہیں ہر جگہ سے۔ اور وہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ انہیں گھیر لیا گیا ہے (پھر) پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے کہتے ہیں (یا اللہ) اگر تو نے ہمیں بچا لیا اس (طوفان) سے تو ہم یقیناً شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر جب وہ بچا لیتا ہے انہیں تو وہ ناحق زمین پر سرکشی کرنے لگتے ہیں۔" (سورت یونس)

اللہ تعالیٰ کون ہے؟

وہ خلق و امر کا مالک ہے۔

وہ خلق و تدبیر امر کا مالک ہے

وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے

ہر شے کا رازق وہی ہے

اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔

گردش لیل و نہار کو پیدا کرنے والا وہی ہے۔

ہوائیں بادل بارش اسی کے حکم سے چلتے ہیں۔

اس نے نفس واحد سے سب انسانوں کو پیدا کیا۔

اس نے بغیر ستونوں کے کشش ثقل سے آسمانوں کو باندھ رکھا ہے۔

اسی نے گوبر اور خون کے درمیان سے دودھ پیدا کیا

اسی نے شہد کی مکھی کو شہد بنانا سکھلایا جو شفاء للناس ہے

اسی نے بیویاں اولاد اور رزق طیب عطا کیا

وہی پرندوں کو ہوا میں تھام لیتا ہے۔

اسی نے زمین سے طرح طرح کے پھل دار درخت پیدا کئے

زمین کی زینتیں اسی نے پیدا فرمائی ہیں۔

اسی نے زمین کو پنگھوڑا بنایا اور اس میں راستے بنائے

زمین و آسمان جڑے ہوئے تھے۔ اسی نے ان کو الگ الگ کر دیا۔

وہی پانی کو اندازے سے اتارتا ہے

زمین پر پہاڑ اسی نے بنائے تاکہ وہ (فضا) میں ڈولتی نہ رہے۔

وہی رات کو دن سے اور دن کو رات نکالتا ہے

اللہ وہی ہے جس نے انسان کو مٹی (طین) سے پیدا فرمایا۔ بعد ازاں اس کی پیدائش مٹی کے خلاصہ ماء مہین سے جاری کر دی

سب سیارے اسی کے حکم سے اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں

اسی کے حکم سے سمندر اور دریا تمھارے لدے ہوئے جہازوں کو
اٹھائے ہوئے ہیں۔

اسی نے جانوروں کو (انسانوں) کے لئے مسخر کر دیا۔ان کی سواری کے
لئے اور ان کے گوشت کو خوراک بنایا

اللہ وہی ہے جس نے شکم مادر کے تین اندھیروں میں تمہیں پیدا فرمایا۔

اسی نے سبز درخت میں آگ رکھ دی

اسی نے رات کو آرام کے لئے اور دن کو کام کے لئے روشن بنایا۔۔

اسی نے زمین کو تمہارے لئے رہائش کی جگہ آسمان کو چھت
بنایا۔تمہیں حسین خوبصورت بنایا۔اور پاکیزہ رزق دیا۔

سورج چاند ستارے اسی نے بنائے

تمہاری اپنی پیدائش حیوانات گردش لیل و نہار بارش ہوائیں سب اسی
کی قدررت و حکمت کی نشانیاں ہیں۔

اسی نے ہر چیز کے جوڑے بنائے۔

اسی نے آسمان کو بلند کیا اور میزان عدل قائم کیا۔

اسی نے آسمانوں کی ایسی تخلیق فرمائی جس میں کوئی نقص نظر نہیں
آتا۔

زمین کو اسی نے نرم بنایا۔تم اس کی سطح پر چلتے ہو۔اس کے خوان کرم
سے اپنا رزق کھاتے ہو۔

اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے سمع بصر قلب کی نعمتیں عطا کیں

ہر شے کا خالق وہی ہے۔

ہر چیز پر قادر وہی ہے

ہر شے کا رازق وہی ہے۔

ہر ایک کا مالک وہی ہے

اس کا علم ہر شے کااحاطہ کئے ہوئے ہے

حقیقی عزت کا مالک وہی ہے۔

وہ غنی العالمین ہے

اس کی رحمت ہر شے سے وسیع ہے

وہی کُنْ فَیَکُوْنْ کا مالک ہے

پس معلوم ہوا کہ.............

1-اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے۔وہی اللہ واحد ہے جس کی ذات
کے سوا سجدہ کی عبادت کسی اور کے لئے جائز نہیں۔

2-وہ وحدہ لا شریک ہے

3-ہم اسی کی عبادت کرتے اور اسی سے مدد چاہتے ہیں

اللہ واحد ہی حمد و ثنا کے لائق ہے۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں۔جو زمین و آسمان کی ہر شے کا
مالک ہے

سب تعریفیں (اللہ) رب العالمین کے لئے ہیں

اس کے بغیر نہ کوئی خالق ہے نہ رازق۔اس کے بغیر کوئی معبود نہیں۔وہی

زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ

اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو۔

ہر چیز اس کی پاکی بیان کرتی ہے۔وہی حمد کا مستحق ہے۔

ہر شے اس کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔

سجدہ کی عبادت خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

قرآن مجید میں چودہ مقامات پر آیات سجدہ تلاوت دی گئی ہیں۔ان آیات کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ فرض ہو جاتا ہے۔سجدہ نہ کرنے والا گنہگار ہو جاتا ہے۔یہاں تک کہ اگر نماز باجماعت کے دوران بھی سجدہ تلاوت آ جائے تو بلا رکوع براہ راست سجدہ کیا جاتا ہے۔اور پھر بقیہ نماز پوری کیجاتی ہے

یقیناً وہ لوگ جو اپنے رب کے نزدیک(مقرب ہیں) وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے ۔وہ اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں(پارہ 9 سورۃ انفعال آیت602 آخری)

اور اللہ ہی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں خوشی سے اور مجبوری سے جو کوئی زمین و آسمان میں ہیں سب کے سب اور صبح و شام کے وقت ان کے سائے (سجدہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں)(پارہ 13 سورۃ الرعد آیت15)

کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ان چیزوں کو نہیں دیکھا جنکے سائے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف اس طور جھک جاتے ہیں گویا خدا

تعالیٰ کو سجدہ کر رہے ہیں۔اور وہ سب عاجز ہیں اور اللہ کو ہی سجدہ کر رہے ہیں جو کچھ زمین و آسمان میں چلنے (پھرنے) والی چیزیں ہیں اور فرشتے ۔اور وہ تکبر نہیں کرتے(پ14سورۃ النحل آیات 49-48) آپ کہہ دیجئے کہ تم اس (قرآن) پر ایمان لاؤ خواہ ایمان نہ لاؤ۔جن لوگوں کو اس سے پہلے دین کا علم دیا گیا تھا۔جب(قرآن) ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ تھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور ہی پورا ہوتا ہے ۔وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں۔اور (قرآن) ان کا خشوع بڑھا دیتا ہے۔(پ15سورۃ بنی اسرائیل آیت 109)

یہ وہ وگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص انعام فرمایا ہے۔ منجملہ(دیگر) انبیاء کے آدمؑ کی نسل سے جنکو ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار کیا تھا۔اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی نسل سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور مقبول بنایا۔جب ان کے سامنے (حضرت) رحمٰن کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے زمین پر گر جاتے ہیں۔اور سجدہ ریز ہو جاتے ہیں ۔پھر اس کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے ۔جنہوں نے نماز کو برباد کیا شہوات کی پیروی کی۔سو یہ لوگ عنقریب خرابی دیکھیں گے۔ہاں مگر جس نے توبہ کر لی۔(پ16سورت مریم آیت58)

"کیا تو نہیں دیکھتا کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے۔سورج۔چاند ستارے۔اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہی سجدہ کرتے ہیں۔اور بہت سے لوگوں پر عذاب

ثابت ہو گیا ہے۔اور جس کو خدا ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے(پ17 سورت الحج آیت 18)

"وہ اللہ ایسا ہے جس نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ چھ روز (چھ ادوار) میں پیدا فرمایا۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔وہ "رحمان "بڑا مہربان ہے۔اس کی شان کسی جاننے والے سے پوچھنا چاہئے۔اور جب (منکرین) سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کون ہے کیا ہم اس کو سجدہ کرنے لگیں گے جس کو سجدہ کرنے کے لئے تم ہمیں' کہو گے۔اس طرح ان کی نفرت اور بڑھ جاتی ہے(پ19 سورت اللفرقان آیت60)

(ہد ہد نے سلیمانؑ کی خدمت میں عرض کی)میں آپ کے پاس قبیلہ سباء کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو ان لوگوں پر حکومت کر رہی ہے اسے ہر قسم کا سامان حاصل ہے۔اور اس کے پاس ایک بہت بڑا (جواہرات سے مزین) تخت بھی موجود ہے میں نے اس کو اور اس کی قوم کو دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں۔اور شیطان نے ان کے (باطل) اعمال کو ان کی نظر میں مرغوب بنا رکھا ہے۔اور ان کو (راہ حق) سے روک رکھا ہے۔سو وہ راہ حق پر نہیں چلتے۔وہ اس خدا کو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو آسمان و زمین کی پوشیدہ چیزوں کو (جیسے بارش اور نباتات)باہر نکالتا ہے۔

اور جو کچھ تم پوشیدہ رکھتے ہو اس کو بھی جانتا ہے(پس وہی)اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔(پ 19 سورت نمل آیت 26)

"پس ہماری آیتوں پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں۔کہ جب ان کو وہ آیات یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں۔اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔ان کے پہلو(اللہ کی عبادت کے لئے)اپنی خواب گاہوں سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔اس طور پر کہ وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں۔اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (پ 21 سورت سجدہ آیت 15)

"(داؤد علیہ السلام) نے اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے سو ہم نے ان کو معاف کر دیا۔ہمارے یہاں ان کے لئے (خاص) قرب اور (اعلیٰ درجہ) کی نیک نامی ہے۔اے داؤدؑ ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا۔اور آیندہ بھی نفسانی خواہشات کی پیروی مت کرنا۔وہ خدا کے راستے سے تمہیں بھٹکا دے گا۔(پ 23 سورت جن آیت 24)

"رات اور دن ۔اور آفتاب و ماہتاب اس کی (قدرت اور توحید) کی نشانیاں ہیں۔تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو۔ صرف اس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان نشانیوں کو پیدا کیا ہے۔اگر تم کو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا(مقصود) ہے۔"(پ 25 سورت حم السجدہ آیت 38)

"سو کیا ایسی باتیں سن کر بھی تم لوگ کلام الٰہی سے تعجب کرتے ہو۔اور ہنستے ہو اور (اپنے انجام پر) روتے نہیں ہو۔اور تم تکبر کرتے ہو۔پس اللہ کی عبادت کرو اور اسی کو سجدہ کرو۔(پ 27 سورت القمر آیت 62)

اور جب ان کے رو برو قرآن پڑھا جاتا ہے۔تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ نہیں کرتے۔(پ 30 سورت البروج آیت 21)

سجدہ کر اور اس کا قرب حاصل کر لے۔(پ 30 سورت علق آیت 19)

آدم مسجود ملائکہ

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ نامزد کیا۔اور خلافت ارضی کا تاج اس کے سر پر رکھا فرشتوں کے مقابل آدم کو علم سے فضیلت بخشی اسے علوم کی اٹھائیس چابیاں حروف تہجی عطا کر کے اسمائے کل سکھا دیئے۔اور اسے معزز و مکرم بنا دیا۔آدم کو علم۔عمل اور خلوص عطا کر کے اسے اشرف المخلوقات بنا دیا۔

فرشتوں نے یہ سجدہ آدم علیہ السلام کی خاطر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا ملائکہ کے اس سجدہ میں آدم علیہ السلام مثل کعبہ ایک نشان ایک سمت تھے۔ سجدہ تو اللہ کی ذات کو ہی کیا گیا وہی واحد مسجود حق ہے۔

وحدت الوجود کے بعض صوفیاء نے

فَاَنفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوْحِيْ۔اور ہم نے آدم علیہ السلام میں اپنی روح پھونک دی اور فرشتوں کا آدم کو سجدہ کرنے کو بنیاد بنا کر بندے ہی کو خدا کا درجہ دے دیا۔وحدت الوجود میں قرآن مجید کی آیات متشابہات کو جواز بنا کر خدا

کہنا شروع کر دیا۔حالانکہ آیات متشابہات میں اللہ نے اپنی ذات کے تعارف کے لئے اپنے ہاتھوں اپنے چہرہ اپنے سننے دیکھنے کی قوتوں کا ذکر فرمایا ہے۔۔جس سے غلطی کھانے والوں نے عبد اور معبود کو ایک ہی قرار دے دیا ہے۔حالانکہ اس کی ذات تو بے مثل ہے۔قولہ تعالیٰ۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْر

اس کی مثل کوئی شے نہیں حالانکہ وہ سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے۔

صوفیاء کرام نے جب وحدت کا تصور کثرت سے کیا تو ان کی زبان سے اس قسم کے نعرے بلند ہوئے۔

* بایزید بسطامی کا نعرہ سبحانی ما اعظم شانی پاک ہے میری ذات جو سب سے عظیم ہے۔
* منصور حلاج نے نعرہ لگایا انا الحق میں حق ہوں
* کوئی دوسرا پکارا لم یزلی ازل سے میں ہی موجود ہوں
* سرالسرمد پکارے انی انا اللہ بیشک میں ہی اللہ ہوں۔

یہ سب نعرے خام اور "انانیت کے مقام انا کی پیداوار ہیں۔جس میں شریعت کی حدود کو توڑ دیا گیا ہے۔اسی لئے منصور حلاج کو سردار اور سرالسرمد کو بہ تلوار قتل کر دیا گیا۔

سلطان العارفینؒ نے ان نعروں کو خام قرار دیا ہے آپ نے جو نعرہ بھی بلند کیا وہ مقام محبوبیت سے بلند کیا اور اس میں شریعت کی حدود کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔رسالہ روحی شریف میں بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور منصور حلاج کے نعروں

کے جواب میں فرمایا۔

در مہد ناز سبحانی ما اعظم شانی ہم اس پاک اور سب سے عظیم الشان ذات کے ناز (اور محبوبیت) کے پنگھوڑے جھولنے والے ہیں۔

"انا الحق کے جواب میں فرمایا۔ من الحق بالحق میں حق سے حق کے ساتھ آیا ہوں یعنی حق باھو ہے

دوسری جگہ فرمایا تو نمی دانی کہ باھو با خدا است کیا تو نہیں جانتا کہ باھو با خدا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا من راٰنی فقد راء الحق جس نے (خواب مراقبہ مکاشفہ عین العیانی) مجھے دیکھا۔ تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا۔ (کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا) اس فقیر کو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے "حق لی" حق میرے ہی لئے ہے۔ کا نعرہ عطا ہوا ہے۔ (وما توفیقی الا باللہ)

شیخ محی الدین ابن عربی کا نظریہ وحدت الوجود

پانچویں صدی ہجری میں شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے مکاشفات کی بنیاد نظریہ وحدت الوجود پیش کیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر صوفی کا حال دوسرے صوفی سے الگ ہوتا ہے دوسرے یہ کہ پیغمبران عظام کو وحی الٰہی دوسروں تک پہنچانے کا حکم ہوتا ہے۔ جب کہ صوفیا کو ان کے مرشد اپنے حال و احوال اور مکاشفات کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ ایسے مکاشفات نہ تو کسی دوسرے طالب کے لئے حجت ہوتے ہیں۔ نہ ہی عمل کے لئے حکم کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کی کوئی سند ہوتی ہے۔

شیخ محی الدین پر جب مکاشفہ کی راہ کشادہ ہوئی اور آپ نے وحدت الوجود کا مراقبہ کیا تو آپ کو ہر طرف ہر شے میں اللہ تعالیٰ کے نور کا جلوہ نظر آنے لگا۔ مشاہدہ کا یہی مقام ایک درمیانی مقام ہے۔ جس میں فقیر ہر طرف ہر چیز میں نوراللہ دیکھتا ہے۔ درحقیقت یہ فقیر کا اپنا حال ہوتا ہے جس سے وہ کائنات عالم کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جس طرح کوئی شخص کسی رنگ کی عینک پہن لے تو اسے ہر طرف ویسا ہی رنگ سبز سرخ نظر آنے لگتا ہے۔ یہی حال وحدت الوجود کے مراقبہ و مکاشفہ کی ہو جاتی ہے کہ ہر شے کو اللہ ہی سمجھنے لگتا ہے۔

وحدت الوجود پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کے نقصانات

قرآن مجید کی تعلیمات میں قاعدہ کلیہ کے طور پر ہر اس چیز کو منہیات میں شامل کر لیا گیا ہے جس کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہوں۔ ہمارے نزدیک نظریہ وحدت الوجود کے نقصانات اس کے فوائد سے بڑھ کر ہیں

* اس سے خالق و مخلوق کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے
* اور اس میں حفظ مراتب ختم ہو جاتے ہیں۔ جب بندہ ہی اللہ ہے تو عبادات نماز روزہ حج زکوٰۃ کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ کوئی کس کو سجدہ کرے۔
* اس نظریہ میں حق و باطل کو ایک ماننا پڑتا ہے۔۔ جو قرآن کی تعلیمات کے خلاف ہے۔۔
* جب سب اللہ ہی اللہ ہے تو معاذاللہ ان میں سے کچھ تو دوزخی ہے

کچھ جنتی ہیں یہ کیسا کھیل ہے۔

اللہ تعالیٰ تو یکتا ہے' بے نیاز' لا یحتاج ہے جبکہ بندہ ہر لمحہ دوسرے کا محتاج ہے۔کھانے پینے کا محتاج۔سونے جاگنے کا محتاج ہے۔

"یہ کیسا اللہ ہے جسے موت بھی آجاتی ہے اور بیمار بھی ہو جاتا ہے۔

ہمیں اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی انکار نہیں کہ اللہ کا نور ہر شے میں موجود ہے کیونکہ یہی قرآن مجید کی تعلیم ہے قولہ تعالیٰ۔

اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔۔اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا نور ہے۔

لیکن جس طرح سورج کی شعاعوں کو سورج نہیں کہہ سکتے اسی طرح نور اللہ کی موجودگی کے باعث ہم کسی کو اللہ نہیں کہہ سکتے۔یہ نور ہر شے میں ظاہر کیسے ہوا۔اس کو بیان کرنے سے انسانی عقل و فکر عاجز ہے ۔ایک موم بتی کو جلانے سے روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔۔اور بجھانے سے روشنی گم ہو جاتی ہے۔جب ہم یہ بیان کرنے سے عاجز ہیں کہ وہ روشنی آئی کہاں سے ہے اور بجھانے سے کہاں غائب ہو جاتی ہے تو اللہ کے نور کے ہر شے میں موجود ہونے کے متعلق ہمارا علم کیا بیان کر سکتا ہے

سجدہ تحیت کی حقیقت

جب (وہ) سب کے سب یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا سب مصر میں چلئے (اور) خدا تعالیٰ کو منظور ہے تو (وہاں) امن و چین سے رہیئے۔اور اپنے والدین کو تخت

(شاہی) پر اونچا بٹھایا۔اور سب کے سب اس کے آگے سجدہ میں گر گئے۔و خر واله سجدا۔وہ سب یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔(بقول مولانا اشرف علی تھانوی یہ سجدہ بطور تحیت تھا جو سابقہ امم میں جائز تھا۔)
یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا۔یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے زمانہ میں دیکھا تھا۔

آیئے ہم سورۃ یوسف کی ابتدائی آیات میں یوسف علیہ السلام کی خواب کے متعلق پڑھتے ہیں۔جب یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا کہ ابا! میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں ۔ان کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے انہوں نے فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔پس وہ تمہارے لئے کوئی خاص تدبیر کریں گے۔بلاشبہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے اسی طرح تمہارا رب تمہیں منتخب کرے گا۔اور تم کو خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا اور تم پر اور یعقوب کے خاندان پر اپنا انعام مکمل کرے گا۔جیسا کہ اس سے قبل تمہارے دادا پردادا ابراہیم اور اسمٰعیل علیہ السلام پر اپنا انعام کامل کر چکا ہے۔بیشک تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے۔(آیت 4 تا 6)

"یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہا کہ اس (اللہ تعالیٰ) نے میرے ساتھ احسان کیا ہے۔کہ اس نے مجھے قید سے نکالا اور یہ کہ تم سب کو باہر سے (یہاں) لے آیا۔بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی تدبیر کرتا

ہے۔بلاشبہ وہ بڑا علم والا ہے اور حکمت والا ہے۔اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا۔اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر کا علم عطا کیا۔اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو میرا کارساز ہے۔دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔تو مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں موت دے اور مجھے اپنے خاص صالحین بندوں میں شامل کر لے۔(سورۃ یوسف 90 تا 101)

حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو شکرانے کے کلمات ادا ہوئے ہیں۔ان سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔کہ یوسف علیہ السلام نے خود ان کے والدین اور ان کی بھائیوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانہ کا سجدہ ادا کیا تھا۔ ابتدائی آیات میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے خواب کی جو تعبیر بیان کی ہے۔اس میں کسی جگہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں اور والدین کا یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔علاوہ ازیں یوسف علیہ السلام کے والدین تو ان کے برابر تخت پر بیٹھے تھے۔انہوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیسے کیا۔آیئے اب ہم سجدہ والی آیت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔له سجدا اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔له قرآن مجید میں بطور اسم ذات بھی استعمال ہوا ہے اور بطور ضمیر بھی

له بطور اسم ذات

قولہ تعالیٰ۔واذا اراد شیاء ان یقول له کن فیکون۔جب وہ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ له کہتا ہے جس سے کن فیکون کا عمل

شروع ہو جاتا ہے

له بطور ضمیر

قولہ تعالیٰ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے۔پس ان دو حالتوں میں سب نے مل کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانہ کا سجدہ ادا کیا۔

مفسرین کا یہ کہنا کہ سابقہ امتوں میں سجدہ تحیت جائز تھا۔کسی طرح بھی نظریہ توحید کے مطابق درست نہیں۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران عظام اسی قسم کے سجدہ کے خلاف جہاد کرنے کے لئے مبعوث کئے گئے تھے نمرود، فرعون جیسے کافر بادشاہ اپنے دربار میں لوگوں سے سجدہ ضرور کرواتے تھے۔اللہ کے رسول تو خاص اللہ کو ہی سجدہ کرنے کی تعلیم دیتے رہے۔ایسی ہی تبلیغ کی پاداش میں بہت سے نبی ناحق قتل کر دئے گئے۔

رسول اللہ ﷺ سے صحابہؓ کی ایک جماعت نے آپ کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی۔تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں اگر اس کی اجازت ہوتی تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔

شرک کیا ہے؟

یہ توحید کا عین الٹ ہے۔شرک سے مراد کسی بھی شخص کسی بت کسی نبی یا کسی فرشتے کو اللہ تعالیٰ کا شریک کار سمجھنا اس کی عبادت کرنا شرک کہلاتا ہے

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا۔
بیٹا خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا ظلم عظیم ہے۔

آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا (دخیل خدائی) سمجھ رہے ہو۔ان کو پکارو۔وہ ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کی ان دونوں (کے) پیدا کرنے میں کوئی شراکت ہے۔اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کے (کسی کام میں) مددگار ہے۔ (پ 22 رکوع 9)

آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے بنائے ہوئے شریکوں کا حال تو بتاؤ جن کی تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو۔یعنی مجھ کو یہ بتاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا حصہ بنایا ہے۔یا ان کا آسمان (بنانے) میں کچھ ساجھا ہے۔(پ 22 رکوع 18)

میرے والد محترم فرزند علی بٹالہ شریف میں قادری سلسلہ کے مرید تھے اور اہل قبور کے شہسوار فقیر تھے۔ایک بار نماز عصر کی نیت باندھ کر کھڑے ہوئے۔چند لمحات بعد آپ نے نماز کی نیت توڑ دی۔ جائے نماز کا ایک کونہ پھاڑ کر دور پھینک دیا۔اور دوبارہ نماز کی نیت باندھ لی۔جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا کہ جائے نماز کس لئے پھاڑ ڈالا تو آپ نے جواب دیا کہ ایک شب عالم رویاء میں مجھے فرشتے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں پر لے گئے۔ اور وہاں سے مجھے نیچے زمین پر گرادیا۔جس سے میری ہڈی پسلی چور ہو گئی۔میں نے بارگاہ الٰہ میں عرض کی خدایا مجھے کس غلطی کی سزا دی گئی ہے۔ جواب آیا تمہیں اس بات کا مشاہدہ کروایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص مقامات کے لحاظ سے

آسمان کی بلندیوں پر پہنچا ہوا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو اسے اسی طرح زمین پر گرا دیا جاتا ہے۔پس جب میں نے نماز کی نیت کرلی۔تو جائے نماز پر چاند ستارہ بنا ہوا دیکھا میرے باطن سے آواز آئی کہ یہ بھی شرک ہے ۔لہٰذا میں نے اس کو پھاڑ دیا۔اور دوبارہ نماز ادا کی۔

اسلام میں طلوع و غروب آفتاب کے وقت نماز ادا کرنے سے اسی لئے منع کیا گیا ہے۔کہ اس سے سورج کو پوجنے والوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔

حج کے موقع پر طواف کعبہ کرتے ہوئے توحید اور ملی یکجہتی کا ایک عجیب پر کیف نظارہ نظر آتا ہے ۔دنیا بھر کے ہر رنگ و نسل کے لوگ جب احرام باندھے نعرہ بلند کرتے ہیں۔اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔تیرا کوئی شریک نہیں۔میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔یقیناً سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں ۔سب نعمتوں کا (تو ہی مالک ہے) اور ساری بادشاہت بھی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

شعر: ہر گیا ہے کہ از زمین روئید　　　وحدہ لا شریک لہ گوئید

غیر اللہ سے امداد لینا کہاں تک جائز ہے

ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ سے یہ اقرار کرتے ہیں۔اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔لیکن جب ہم مسجد سے باہر نکلتے ہیں۔تو دنیاوی کاموں میں ایک دوسرے

کے محتاج اور مدد لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔اس طرح ہمارے قول و فعل میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔اور ہم اپنے آپ کو گناہ گار سا محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اسلام دین فطرت ہے وہ کوئی ایسا غیر فطری حکم نہیں دے سکتا۔جس سے دین اور دنیاوی معاملات میں تصادم کی صورت پیدا ہو جائے ۔ ہمارے لئے حضور پاک ﷺ کی زندگی کا نمونہ حکم اور حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ آیئے قرآن مجید اورر حضور پاک ﷺ کی زندگی سے رہنمائی حاصل کریں

قرآن مجید نے فرمایااللہ تعالیٰ اس کارسول اور مومنین ایک دوسرے کے مدد گار ہیں۔دوسری جگہ ارشاد ہوا۔نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

عبادات میں سے زکوٰۃ کا بنیادی مقصد ہی معاشی بدحالی میں غرباؤ مساکین کی مدد کرنا ہے۔ جہاد بالسیف کے مقاصد میں سے ایک مقصد زیر دستوں اور مظلوموں کی امداد کے لئے ظالموں کے خلاف تلوار اٹھانا ہے۔

رسول پاک ﷺ نے مدینہ منورہ میں یہودی قبیلہ بنو نضیر سے اس امر کا معاہدہ کیا تھا کہ مدینہ منورہ میں پر حملہ کی صورت میں مسلمان اور یہودی مل جل کر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے۔۔اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے اسی طرح دوسرے قبائل سے بھی اسی قسم کے معاہدے کئے گئے تھے۔

اب اہلحدیث علماء نے بھی اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ دنیا دارالاسباب ہے ۔اس لئے تحت الاسباب دنیاوی معاملات میں ایک دوسرے سے مدد حاصل

کر نا جائز بلکہ عین اسلام ہے۔ان کا کہنا ہے کہ صرف فوق الاسباب مدد مانگنا شرک گناہ ناجائز ہے۔ آیئے ہم اس کے لئےبھی قرآن مجید اور حضور پاک ﷺ کی زندگی کے نمونہ سے رہنمائی طلب کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں بیان ہوا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ کون ہے جو ملکہ سبا کا تخت (میل دور ہے)اٹھالائے اور میرے سامنے پیش کردے ۔ا ی۔۔جن اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا میں طاقتور بھی ہوں اور امانت دار بھی جتنی دیر آپ اس دربار میں موجود رہیں اتنی دیر میں تخت حاضر کر دیتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ بہت دیر ہے۔مجھے اس سے قبل وہ تخت چاہئے۔اس پر علم الکتاب کا ایک عالم (آصف بن برخیاہ)جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا(اور علم تصرفات کا عامل تھا)وہ کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا کہ آپ کے آنکھ جھپکنے کی دیر میں وہ تخت حاضر کر دیتا ہوں۔پس ایسا ہی ہوا۔جب سلیمان علیہ السلام نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو تخت سامنے موجود تھا جس پر سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انعامات پر جو ان پر کئے گئے تھے سجدہ شکر بجالائے۔یہ ہے فوق الاسباب مدد کا ایک نمونہ جو ایک ولی سے ظاہر ہوا۔

حضور علیہ الصلوات والسلام کی شان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ " آپ صحابہ کرام کو علم الکتاب یعنی قرآن مجید اور (علم تصرفات) کی تعلیم بھی دیا کرتے ۔یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ سے بڑی بڑی کرامات کا ظہور ہوا۔

رسول پاک ﷺ نے غزوہ بدر میں ایک مٹھی بھر ریت کافروں کی طرف پھینکی جو ہر کافر کی آنکھ میں جا پہنچی اور ان کی ہمت کو پراگندہ کر دیا غزوہ احد میں حضرت حنظلہؓ کی آنکھ کا ایک ڈیلا زخمی ہو کر باہر نکل آیا۔ حضرت حنظلہؓ اس آنکھ کو ہاتھ پر رکھے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول پاک ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر اپنا لعاب دہن اسے لگایا اور اس آنکھ کو اس کے اصلی مقام پر رکھ دیا۔ جس سے وہ آنکھ بالکل صحیح و سالم ہو گئی۔

غزوہ تبوک میں شدت کی گرمی تھی۔ اثنائے سفر میں پانی ختم ہو گیا۔ حضور پاک ﷺ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا بچا کھچا پانی جمع کریں۔ ایک پیالہ بھر پانی جمع ہوا۔ حضور پاک ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پانی کے پیالہ میں رکھ دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے جس سے لشکر نے سیر ہو کر پانی پیا۔ پانی کا ذخیرہ جمع کر لیا گیا اور اونٹوں کو بھی پانی پلا دیا گیا بعض لوگ ایسے واقعات کو معجزہ کہہ کر اس سے پہلو تہی کی کوشش کریں گے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ سنت رسول ﷺ بھی ہے۔

آج بھی اولیاء عظام سے ایسی ہی کرامات کا صدور ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ سب کچھ فوق الاسباب روحانی قوت سے سرانجام دیا جاتا ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سے مراد یہ ہے کہ عبادت کر کے مدد مانگنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہے۔ الٰہ مان کر یا اللہ کا شریک جان کر عبادت کرنا اور اس سے مدد مانگنا گناہ ہے بغیر عبادت کئے کسی سے بھی مدد مانگ سکتے ہیں۔

کیا اہل قبور سے استمداد جائز ہے؟

قبور کی زیارت تو جائز ہے لیکن قبروں کو سجدہ کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ آج کل مزارات پر بھنگڑا ڈالا جاتا ہے ڈھول بجائے جاتے ہیں جو قطعاً غیر شرعی اور شیطانی عمل ہے۔ بعض لوگ پاؤں میں گھنگھرو باندھ کر ناچ کر یار کو مناتے نظر آتے ہیں۔ اولیاء عظام جس قسم کا سماع جن شرائط کی پابندی کے ساتھ سنا کرتے تھے آج کے دور کی قوالی کو اس سے کوئی نسبت نہیں۔ اول الذکر تو روح کی غذا اور روحانی عروج کا وسیلہ ہے۔ جبکہ موخر الذکر نفس کی خوراک اور تحت الثریٰ کی طرف سفر کا ذریعہ ہے۔

کافروں کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان مر کر مٹی ہو جاتا ہے اور بس۔ اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ موت کے بعد بھی ایک زندگی ہے۔ اور یہ بات تو تسلیم شدہ ہے۔

1۔ کہ انبیاء علیہ السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں حضور پاک ﷺ نے معراج پر جاتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

2۔ شہداء بھی زندہ ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سے رزق دیا جاتا ہے جس کا ہم شعور نہیں رکھتے۔

3۔ اولیاء اللہ بھی اپنی قبور میں زندہ ہیں اور ان کو کوئی حزن و غم نہیں۔
الحدیث۔ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَعَلبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں

4۔ سائنسدانوں کی تحقیق ہے کہ مادہ جو بقائے حیات کا ضامن ہے وہ کبھی

فنا یا ختم نہیں ہوتا بلکہ اپنی شکل بتدیل کرلیتا ہے۔

5-مرنے والے مر کر ہم سے جدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ عالم برزخ میں زندہ ہوتے ہیں۔

6-موت کے بعد جسم و روح کی زندگی کا خاتمہ ہوجاتا ہے ۔قلب و روح کی حیات نو پیدا ہو جاتی ہے۔اور ایک ایسا جسم پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ اکثر ہم اپنے فوت شدگان کو خواب میں دیکھا کرتے ہیں اوروہ اکثر ہماری رہنمائی اور امداد بھی کرتے ہیں

7-موت کے بعد مسلمان ہو یا کافر ہر کوئی زندہ رہتا ہے۔مومنین کے لئے قبر میں جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے ۔اور کافر اور دوزخی کے لئے قبر دوزخ کا گڑھا بن جاتی ہے ۔اگر کافر مرنے کے بعد عالم برزخ میں زندہ نہ ہوتے اور سن نہ سکتے تو حضور پاک ﷺ غزوہ بدر کے مقتول کافروں ابو جہل' عتبہ' شیبہ کو پکار کر نہ کہتے کہ ابو جہل جو وعدے اللہ نے ہم سے کئے تھے وہ پورے ہوئے اورجو وعدے شیطان نے تم سے کئے تھے وہ جھوٹے نکلے

8-قرآن مجید میں بھی قبر کی اس زندگی کی تصدیق کی گئی ہے قولہ تعالیٰ ۔
كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ---تم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا انکار کیسے کروگے۔کہ تھے تم مردہ۔پس تمہیں زندگی عطا کی گئی ۔پھر تمہیں موت دی گئی ۔پھر تمہیں (عالم برزخ میں)زندگی دی پھر(یوم الحشر) تم اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے

9-ایمان مفصل میں بعث بعد الموت سے مراد بھی یہی عالم برزخ کی زندگی ہے

10-سلطان العارفین نے اپنی کتابوں میں حدیث استمداد از اہل قبور کا متعدد بار ذکر کیا ہے۔الحدیث"واذا تحیر تم الامور فاستعینو من اہل القبور جب تم کسی دنیاوی معاملہ میں حیران ہو جاؤ تو اہل قبور سے مدد حاصل کیا کرو۔

11-تجربات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اہل قبور دنیاوی معاملات میں اکثر ہماری مدد کرتے ہیں ۔خوشی و رنج میں ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہیں
سلطان العارفین نے فرمایا۔

ہر چہ ۔خواہی طالبا ازمن بخواہ   خود دہم یا مے دہانم از الٰہ

2-توحید افعال و اعمال

ابراہیم علیہ السلام نے نیت کی اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ میں نے نیت کی اور اپنا چہرہ آسمان و زمین کے منتظم کی طرف کیا۔میں حنیف ہوں اور مشرکین میں سے نہیں ہوں۔بندے کا ہر عمل اور فعل جب تک اللہ تعالیٰ کی خاطر نہ ہو جائے اس کے اعمال خالص نہیں ہو سکتے ۔اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (القرآن)میری نماز میری قربانی 'میری زندگی اور موت سب اللہ کے لئے ہے۔

توحید کے اس مقام پر جو عمل بھی کرے۔خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔
نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھے۔
حج کرے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مد نظر ہو۔
کسی کی مالی امداد کرے تو مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہو۔
کسی پر احسان کرے تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے اور اس کا اجر بھی خدا تعالیٰ سے چاہے۔
بچوں کے لئے رزق کمانے کے لئے نکلے تو اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔
غرضیکہ جو کام بھی کرے اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے۔اس طرح ہر عمل میں توحید کا رنگ جھلکنے لگے گا۔اور ہر عمل و فعل توحید کے تابع ہو جائے گا۔

توحید وصال

اس توحید کے چار مقامات ہیں ۱۔ توحید قرب الٰہ
2۔ توحید قرب دیدار الٰہ
3۔ توحید مع اللہ با خدا
۴۔ توحید فنا فی اللہ بقا باللہ

توحید قرب الٰہ

قولہ تعالیٰ۔نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں۔
قولہ تعالیٰ فَاعْنِیْ قَرِیْب یا رسول اللہ ﷺ وہ میرے متعلق آپ سے

پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے میں ان کے بہت قریب ہوں۔
قولہ تعالیٰ۔ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اس کی بارگاہ میں سجدہ کرو اور اس کا قرب حاصل کرلو۔
حدیث قدسی میں فرمایا۔وہ دو ہوتے ہیں تو میں تیسرا ہوتا ہوں وہ تین ہوتے ہیں تو میں چوتھا ہوتا ہوں۔
قرب کے تین مدارج ہیں۔
۔ قرب شیخ ۔ قرب اللہ جل جلالہ
قرب محمد رسول اللہ ﷺ
قرب کی لئے تین طرح کے تصورات کئے جاتے ہیں۔قرب شیخ کیلئے شیخ کا تصور کیا جاتا ہے۔قرب اللہ کے لئے اسم اللہ ذات کا تصور کیا جاتا ہے۔اور قرب محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے اسم محمد ﷺ سرور کائنات کا تصور کیا جاتا ہے۔جب کوئی طالب بطور نعم البدل اپنے وجود کی نفی کرکے شیخ کے وجود کا اثبات اپنے وجود پر کرتا ہے اور دم کے ساتھ قل ھو اللہ پڑھتا ہے تو جس مقام یا منزل کی نیت کرتا ہے وہاں پر اپنے آپ کو باطنی وجود کے ساتھ پاتا ہے
فقیر نے ایک روز حضرت حبیب سلطان کے تصور سے اس سبق کو پڑھا تو استغراقی کیفیت میں اپنے وجود سے باہر نکلا بایاں پاؤں اپنی ناف پر رکھا اور دایاں پاؤں اٹھا کر شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے قریب رکھ دیا۔آج کل عام رواج ہے کہ ہر پیر اپنے مرید کو کہہ دیا کرتا ہے کہ میرا تصور کیا کرو اگر مرشد ناقص ہو گا تو اس کا تصور محض بت پرستی ہے۔کبھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔بلکہ

باطن میں غل و غش اور دل کی سیاہی بڑھ جائے گی۔ جبکہ کامل مرشد کے تصور سے وہ یکبارگی دستگیری فرما کر حضور پاک ﷺ حضوری مجلس میں حاضر کر دے گا۔

قولہ تعالیٰ۔ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ۔اللہ تعالیٰ سے متصل ہو جاؤ (اس کا قرب حاصل کرو)

قرب اللہ کے لئے اسم اللہ ذات کا تصور کیا جاتا ہے اسم اللہ ذات خوشخط لکھ کر ہاتھ میں دیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی کلمہ طیب کے ذکر کی تلقین کی جاتی ہے۔ تصور کی کثرت سے قرب الٰہی نصیب ہو جاتا ہے جس سے

ع ان کا ہی تصور ہے محفل ہو کہ تنہائی

جیسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تصور اسم اللہ ذات اور اِلَّا اللّٰہ کے ذکر مذکور سے الہام کا نعم البدل قرب رب جلیل سے دلیل۔ مقام وحدانیت سے سلطان الوہم اور مقام وصال سے خیال کی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ طالب جب بھی خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہے جواب بالصواب سے مشرف ہو جاتا ہے۔ تجرید و تفرید کی کیفیتیں بھی تصور اسم اللہ ذات کے تصور کی کثرت سے وجود میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

تجرید سے مراد مجرد ہو جانا ہے۔ یہ ایسی کیفیت ہے جس میں نفس۔ قلب کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ قلب روح کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ روح سر کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اور سر نور کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جب چاروں ایک ہو جاتے ہیں تو فقیر کو جمعیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس کے

وجود سے ہر قسم کے وہم و خطرات وسواس خلل و غش دور ہو جاتا ہے۔

تفرید سے مراد ایسی کیفیت ہے۔ جس میں طالب فرد واحد بن جاتا ہے۔ وہ لوگوں میں بیٹھ کر ان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے۔ دنیاوی کاموں میں مصروف نظر آتا ہے لیکن اس کا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ فرد واحد ہوتا ہے۔

اسم محمد سرور کائنات ﷺ کے تصور سے استغراق اور درود شریف کی کثرت سے حضور پاک ﷺ کی حضوری مجلس نصیب ہوتی ہے۔ بعض خوش نصیب حضور پاک کی بیعت سے بھی مشرف ہو جاتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نگاہ و توجہ سے اس کے وجود میں صدق و صفا پیدا ہو جاتا ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نگاہ و توجہ سے اس کی وجود میں عدل اور محاسبہ نفسی پیدا ہو جاتی ہے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نگاہ و توجہ سے اس کے وجود میں حیاء و سخا پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ کی نگاہ و توجہ سے اس میں علم شجاعت حیدری حلم اور فقر پیدا ہو جاتا ہے

توحید قرب دیدار الٰہ

قولہ تعالیٰ۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تم جس طرف بھی اپنا منہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کا چہرہ اسی طرف ہے۔

شعر: جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
تجلی تیری ذات کی سو بسو ہے

اس مقام پر اسم اللہ کے تصور سے اس کے حروف کے درمیان سے نور اسم ذات کی تجلیات پیدا ہوتی ہیں ۔جس کے بحر انوار میں گم ہو کر طالب مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔اور طالب کو ہر طرف نور ذات ہی نظر آنے لگتا ہے ۔سلطان العارفین نے رسالہ روحی شریف میں اس مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔اگر پردہ را از خود بر اندازی ہمہ یک ذات و دوئی ہمہ از احول چشمیست۔اگر (دوئی) کے پردہ کو اپنے اوپر سے اتار ڈالے گا(تو معلوم ہو گا) کہ ہر طرف ایک ہی ذات جلوہ گر ہے۔دوئی تو آنکھ کے بھینگاپن کے باعث نظر آتی ہے شیخ محی الدین ابن عربی جب اس مقام پر پہنچے تو انہوں نے مکاشفہ میں ہر طرف ایک ہی ذات کا مشاہدہ کیا۔اور اسی پر اپنے نظریہ وحدت الوجود کی بنیاد رکھی۔

توحید مع اللہ باخدا

قولہ تعالیٰ۔هُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں جہاں کہیں تم ہو۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔لِي مَعَ اللهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ میرا اور اللہ تعالیٰ یعنی مع اللہ کا ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں کسی مقرب فرشتے اور رسول کی پہنچ نہیں۔حضور پاک ﷺ نے غار ثور میں صدیق اکبرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔حزن مت کریں ہم مع اللہ ہیں۔ باخدا ہیں۔اس مقام پر حزن ختم ہو ختم ہو جاتا ہے یہ وہ مقام ہے جس کے متعلق حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔کہ جو کوئی نوافل سے میرا قرب ڈھونڈتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت کی آنکھوں سے دیکھتا ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت کے کانوں سے سنتا ہے۔میں اس کی زبان بن جاتا

ہوں کہ وہ میری قدرت کی زبان سے کلام کرتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت کے ہاتھوں سے کام کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک اطاق ہو۔اور اس اطاق میں ایک قندیل ہو روشن گویا کہ چمکتا ہوا موتی(اس قندیل)میں ایک روشن چراغ ہو جو روغن زیتون سے جو نہ شرقی ہو نہ غربی جل رہا ہے۔وہ تیل ایسا ہے جیسے خود بخود جل جل اٹھتا ہو۔اور جب اس پر اسم اللہ ذات کے نور کی تجلی ہوتی ہے)تو وہ نور علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے یہ نور ہدایت عطا کردیتا ہے۔ اس مثال میں اطاق سے مراد عنصری وجود انسانی ہے'قندیل سے مراد قلب روشن'روشن چراغ سے مراد روح'روغن زیتون سے مراد نور معرفت(نور ربوبیت)نورانی تجلی سے اسم اللہ ذات کا جلوہ ہے۔جس سے وجود میں نور ہدایت پیدا ہو جاتا ہے۔فقر جب اسم اللہ ذات کے نور میں گم ہو کر نور بن جاتا ہے تو توحید میں کامل ہو جاتا ہے۔وہ ہمیشہ دریائے ژرف توحید میں غوطہ زن رہتا ہے۔وما توفیقی الا باللہ۔

۔توحید فنا فی اللہ بقا باللہ ۔جو کوئی اسم اللہ ذات میں گم ہو جاتا ہے اس کا نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے اور اس نفسانی وجود کی بجائے روح قلبی نورانی وجود کو بطور جسم یا لباس اختیار کر لیتی ہے۔جس سے لقا باللہ کا مقام اور دائمی حیات نصیب ہو جاتی ہے۔

قولہ تعالیٰ وکتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ اور ہم نے ان کے قلوب میں (نور) ایمان ثبت کر دیا ہے اور اس کو روح سے مدد دی ہے۔

کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے لیکن محمد رسول اللہ اس کا لازمی

ہے جس کے بغیر کوئی شخص اسلام میں داخل ہو کر مسلمان نہیں ہو سکتا۔توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی اتباع میں کوئی فرق نہ جانے۔

ع محمد ﷺ کو مت کر خدا سے جدا محمد ﷺ ملے تو خدا مل گیا

نجات مردم جان لا آلہ الا اللہ
کلید قفل جنال لا آلہ الا اللہ
چہ خوف آتشی دوزخ چہ پاک دیولعین
در آکہ ورد زبان لا آلہ اللہ

سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

خودی کا سر نہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
خودی ہے تیغ فساں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

توحید میں داخل ہونے کے چند طریقے ہیں۔
۔عقیدہ توحید یہ کہ اللہ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے پختہ کر لے۔
۔اعمال توحید یہ کہ اپنا ہر عمل قول و فعل اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کے حکم کے تابع کر دے اور حضور پاک ﷺ کو اپنے لئے نمونہ بنا لے۔

توحید وصال کا سلوک

پہلا طریقہ ذکر اللہ سے توحید میں داخل ہونا

۔کامل مرشد تصور اسم اللہ اور ذکر کلمہ طیب سے دریائے توحید میں غوطہ دے کر طالب کے وجود کو پاک کر دیتا ہے۔جس سے وجود میں موجود غل و غش دور ہو کر یکتائی کا نور پیدا ہو جاتا ہے۔

۔کلمہ طیب کے جز الا اللہ کے غایت الغایت لا نہایت غلبات سے فنا فی اللہ بقا باللہ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔جس میں محو ہو کر ذاکر کو نہ اپنا آپ یاد رہتا ہے نہ مقامات۔یہ اِلَّا اللّٰہ کی معرفت اور توحید ذات کے لازوال مراتب ہیں جس میں نور اللہ بے مثل کی تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔اسے معرفت الا اللہ قرب حضوریت کہتے ہیں۔

بیت: از دل بدر کن پیشہ خطرات را تابیابی وحدت حق ذات را

۔ذکر غرق ہونے کا نام ہے۔غرق ہونے سے لوح ضمیر میں وحدانیت کے ورق سے علم واردات فتوحات غیبی کھل جاتی ہیں۔اور یہ سب کچھ اسم اللہ کے تصور اور کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔

بیت: چناں غرق گشتم بدریائے وحدت کہ ازل و ابد را خبر ہم ندارم

دوسرا طریقہ ذکر مذکور سے توحید حاصل کرنا

ع ذکر بھی دوری ہے طالبا غرق نور ہو تاکہ مصطفیٰ کی نظر میں دائم حضور ہو

ابتدا بھی نور آخر بھی نور ہے ذکر با مذکور سے حاصل حضور ہے

قولہ تعالیٰ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں

لَآ اِلٰهَ کے ذکر کے غلبہ سے ذاکر کو ایسی کیفیت ہو جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے باشعور رہ کر جواب باصواب ملنے لگتا ہے اور ذاکر نور توحید میں گم ہو جاتا ہے۔

شرک و کفر سے باز آ اے بت پرست   تاکہ حاصل ہو تجھے وحدانیت

تیسرا طریقہ غرق نور ہو کر توحید حاصل کرنا

۔مرشد قادری سروری کامل مکمل اکمل جامع مجموعۃ الفقر و مجموعۃ القرب و مجموعۃ المعرفت و مجموعۃ التوحید غرق نور کو کہتے ہیں۔ایسا مرشد ہی ارشاد کے لائق ہوتا ہے۔

۔تصور اسم اللہ ذات سے استغرق فنا فی اللہ نور حاصل کرنے اور جملہ نظر اللہ منظور ہونے کو معرفت الٰہی وحدانیت کہتے ہیں۔

رفت قلبش رفت روحش رفت نفس سرہوا   نور بودم باشم غرق فی اللہ باخدا

باتصور اسم اللہ شوفنا   تاکہ حاصل ہو تجھے وحدت خدا

۔چاہئے کہ اپنے وجود سے اسم اللہ ذات کے دریائے توحید نور میں اس طرح غوطہ لگائے ۔جس طرح مچھلی غوطہ لگا کر پانی میں گم ہو جاتی ہے ۔اسی طرح فنا فی اللہ بے حجاب کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

چناں کن جسم مرادر اسم پنہاں   کہ سے گردد الف در بسم پنہاں

چوتھا طریقہ تصور اسم اللہ سے توحید حاصل کرنا

کامل مرشد اسم اللہ خوشخط لکھ کر طالب کے ہاتھ میں دیتا اور توجہ باطنی سے تصور کھول دیتا ہے۔تصور کی کثرت سے حروف اسم اللہ ذات کے اندر

شعلہ نور پیدا ہونے لگتا ہے ۔جو طالب کے ظاہری حواس کو بستہ کر لیتا ہے اور اب نور توحید میں گم ہو جاتا ہے۔

ہر کہ از خود گم شود یابد چہ چیز   نور بانورش رسد اے باتمیز

ہر کہ از خود گم شود از خود فناء   باخدا او وحدت رسد گردد فناء

ہر کہ از خود گم شود آنجا چہ ہست   در مقامے غرق وحدت باالست

باھو در دریائے فی اللہ غرق نور   نیست مرگ آں را کہ باشد حق حضور

پانچواں طریقہ مراقبہ سے توحید حاصل کرنا

اس طریقہ میں وحدانیت کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔جس سے ہمیشہ کے وحدانیت میں غرق وصال ہو کر یکتا ہو جاتے ہیں۔حدیث قدسی میں فرمایا۔دع نفسک و تعالیٰ اپنے نفس کو چھوڑ دے اور چلا آ

چھٹا طریقہ وہم وحدانیت سے توحید حاصل کرنا

تصور وحدانیت نور کا طریقہ ہے کہ وہم وحدانیت سے یہ خیال پختہ کیا کرے کہ مجھ میں اللہ کا نور ہے اور میں اللہ کے نور میں گم ہوں۔

مرداں با خدا بناشد   لیکن از خدا جدا بناشد

ساتواں طریقہ مرشد کی نگاہ سے توحید حاصل کرنا

کامل قادری مرشد جب طالب پر ایک نگاہ ڈالتا ہے تو اسے نور توحید میں گم کر دیتا ہے اور اس کی دستگیری کر کے اسے مجلس محمدی ﷺ میں پہنچا دیتا ہے جو مرشد نور کی صورت طالب کو نور ذات میں غرق کر کے وحدانیت کے دریائے ربوبیت میں غرق نہ کر دے اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔

مرید صدیق ہوتا ہے۔
طالب اہل تصدیق (قلبی) کو کہتے ہیں۔
عارف صاحب تحقیق (محقق ہوتا) ہے۔
واصل بحق رفیق ہوتا ہے۔
عالم وہ ہے جو باتوفیق ہو۔
فقیران فانی اللہ غرق بوحدانیت دریائے عمیق ہوتے ہیں۔

یا آلہ العالمین!ہم تیرے عاجز (مسکین بندے ہیں۔ تیری ذات ذوالفضل العظیم ہے ۔اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی اہل توحید نجات یافتہ لوگوں کی جماعت میں شامل فرما دے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا پکا اور سچا غلام بنا دے۔ آمین)اس شرح کا اختتام اپنی پیاری بیٹی عاصمہ بتول ،سمیرا بتول اور ثوبیہ بتول کے لئے دعاؤں کے ساتھ ہوا

فقیر الطاف حسین قادری سروری سلطانی
الملقب آخری عہد کا خلیفہ سلطانی